ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۲	ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / فروری ۲۰۱۴ء	جلد : ۲۲

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلی

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۲۴
بسم اللہ کی اہمیت	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ	۳۳
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی ؒ	۴۰
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۴۶
تعلیم النساء	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانوی ؒ	۴۹
سیرت خلفائے راشدین ؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ؒ	۵۳
حاصل مطامعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۷
اَخبار الجامعہ		۶۳

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اَور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اَور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

گزشتہ شمارہ میں ہم نے دسمبر میں منعقد ہونے والی سہ روزہ ''امنِ عالم کانفرنس'' کے اَحوال نذرِ قارئین کیے تھے، یہ کانفرنس دیوبند اور دہلی میں منعقد ہوئی تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ کی فکر کو تازہ اور نئی نسل کو بیدار کرنے کی خاطر اِس اِجلاس سے قبل سال بھر پورے ہندوستان میں مختلف مقامات پر سو کے لگ بھگ جلسے اور کانفرنسیں کی گئیں۔

اِسی طرح پاکستان میں بھی ملک کے بڑے بڑے شہروں میں جمعیة علماءِ اِسلام کی زیرِ سر پرستی ''اِسلام زِندہ باد'' اور حضرت شیخ الہندؒ کے حوالے سے تمام سال بڑے بڑے جلسے منعقد کیے گئے، سال کے اِختتام پر دسمبر میں دیوبند اور دہلی میں یہ عالمی اور مرکزی اِجلاس منعقد ہوا۔

اپنے اِس سفر کی سرگزشت اپنی طرف سے تحریر کرنے کے بجائے میں نے یہ زیادہ بہتر خیال کیا کہ اس کا تحریری مواد بعینہٖ شائع کر دیا جائے جو بہت سے فوائد کے ساتھ ساتھ تاریخی اِعتبار سے بھی زیادہ پائیدار اور مفید رہے گا لہٰذا اِس اِداریہ میں ہم حسبِ وعدہ اس اِجلاس سے متعلق بقیہ تحریری مواد شائع کر رہے ہیں تاکہ کانفرنس کے عظیم اور مبارک مقاصد، پس منظر و پیش منظر جریدہ اَنوار مدینہ کے توسط سے قارئین کرام کی خدمت میں بعینہٖ پیش کر دیے جائیں۔

دعوت نامہ اَمن عالم کانفرنس

بسلسلہ تحریک شیخ الہند صدسالہ تقریبات

بتاریخ : ۱۳/ دسمبر تا ۱۴/ دسمبر ۲۰۱۳ء بروز جمعہ تا سنیچر

بمقام عیدگاہ میدان، دیوبند

محترم المقام حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ'

اُمید کہ مزاجِ گرامی بخیر وعافیت ہوگا۔

بفضلہٖ تعالیٰ مشاہیر، علماء جماعتوں اور داعیانِ حق کی ایماء، مشوروں اور تعاون سے شیخ الہند ایجوکیشنل چیریٹیل ٹرسٹ کے زیر اہتمام مدینة العلم دیوبند میں بتاریخ ۱۳/ دسمبر تا ۱۴/ دسمبر ۲۰۱۳ء حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نور اللہ مرقدہٗ کی تحریک ریشمی رُومال کی صد سالہ تقریبات کے اِختتامی اِجلاس کے موقع پر مشاہیر علماء کی عالمی اَمن کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اِسلام زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ایک داعیانہ مذہب ہے۔ اَمن، عدل ومساوات، اخوت و وحدت اِسلامی فکر وعمل کا محور ہے، فساد فی الارض کو ختم کرنا، نزاع سے بچنا، مصالحت پسندی، قیامِ اَمن، باہمی اِتحاد و اِتفاق اور بین الاقوامی تعاون واِشتراک وغیرہ پالیسی کوئی عارضی حکمتِ عملی نہیں بلکہ مقصدِ اِسلام اور منشاءِ اِلٰہی ہیں۔ کچھ اَپنوں کی غلط فہمی وکوتاہ عملی سے ایسی آمیزش ہوگئی کہ حق و باطل کے درمیان اِمتیاز مشکل ہوگیا۔

اَب ہمارے سامنے ایک طرف سے یہ سوال ہے کہ اِسلام کی شبیہ مسخ کرنے والوں کو کس طرح اَصل دھارے سے اَلگ کرتے ہوئے مقابلہ کیا جائے تو دُوسری طرف یہ سوال بھی ہے کہ فساد فی الارض کو مٹانے اور عدل و مساوات اور اُخوت وحدت اور تمام اِنسانیت کی خیر خواہی پر مبنی قیامِ اَمن اور ایک صالح معاشرے کی تشکیل کے لیے مذہب اِسلام کے قائدانہ اور داعیانہ کردار کو فکری اور عملی طور پر تمام اَقوام، ملک وملل کے سامنے مؤثر طریقہ سے کیسے پیش کیا جائے۔

یہ بھی طے شدہ اَمر ہے کہ مختلف ممالک کے مسلمانوں کے مسائل اَلگ اَلگ ہیں اور اپنے ملک کے شہری کی حیثیت سے تقاضے اور فرائض بھی جدا جدا ہیں لیکن اُمتِ مسلمہ اور اِسلام کے حوالہ سے ہم ایک رسی سے بندھے ہوئے ہیں اور اِس حیثیت سے ہمارے بہت سے مسائل مشترک ہیں اور فرائض وتقاضے یکساں ہیں۔

اِس تناظر میں مذہبِ اِسلام کا عالمی پیغام اَمن اور مصالح کے حوالے سے علمائے اِسلام، قیامِ اَمن، عوامی خوشحالی اور ترقی میں اہم کردار اَدا کر سکتے ہیں۔ اِس سلسلے میں باہمی روابط قائم کرنے اور صلاح ومشورے سے مشترک اور مثبت لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے مجوزہ کانفرنس ایک خوش آئند اِقدام ہے۔ زیرِ بحث آنے والے درج ذیل عنوانات اِنشاء اللہ دُور رَس نتائج اور اہمیت کے حامل ہوں گے۔

(۱) ہندوستان اور دیگر ممالک کی آزادی میں علماء کا کردار۔

(۲) اَمن کے قیام کے لیے علماء کا کردار اور اُن کے فرائض۔

(۳) غیر مسلم برادرانِ وطن کے ساتھ اِسلامی تعلیمات کے مطابق پڑوسیوں کے حقوق کی پاسداری اور باہمی رواداری۔

(۴) دہشت گردی اور مذہب کے نام پر فرقہ وارانہ فسادات اور بے قصور اِنسانوں کی خون ریزی کے خلاف واضح اور متحدہ مؤقف۔

(۵) مسلکی اِختلافات میں تشدد کی مذمت۔

(٦) اَقلیتوں کے حقوق اور اُن کی پاسداری۔

(۷) کمزور، ناداروں، مفلسوں، عورتوں اور بچوں کے حقوق کی رعایت۔

(۸) جنسی اِستحصال، عیش پرستی، شراب، منشیات اور فحاشی سے پاک صالح معاشرے کی تشکیل میں جملہ مذاہب اور مصلحانہ تحریکوں کے ساتھ اِشتراک۔

اِس اِجلاس میں شرکت کی پُر خلوص دعوت پیش کرتے ہوئے ہم آں جناب سے گزارش کرتے ہیں کہ اپنی منظوری سے مطلع فرمائیں تاکہ قیام اِنتظام کے لیے بروقت کاروائی کی جاسکے۔ آپ کی منظوری کی اِطلاع ملنے کے بعد پورے پروگرام کی مزید تفصیلات اِرسال کی جائیں گی۔ ہمیں آپ کی قیمتی آراء اور مشوروں کی سخت ضرورت ہے۔ ہم آپ سے سرپرستی، تعاون اور خصوصی دُعاؤں کے طلبگار ہیں۔ واللّٰہ الموفق

والسلام

محمود اَسعد مدنی

چیئرمین : شیخ الہند اَیجوکیشنل چیریٹیبل ٹرسٹ

e-mail : ma.madani64@gmail.com

امن عالم کانفرنس

دیوبند، ۱۳-۱۴ دسمبر ۲۰۱۳ء

۹-۱۰ / صفر ۱۴۳۵ھ

بسلسلہ تحریک شیخ الہند صد سالہ تقریبات

خطبۂ استقبالیہ

مولانا محمود اسعد مدنی

چیرمین شیخ الہند ایجوکیشنل چیریٹیبل ٹرسٹ و جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ہند

شائع کردہ

شیخ الہند ایجوکیشنل چیریٹیبل ٹرسٹ نئی دہلی

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ و نستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ، ونشھد ان سیّدنا ومولانا محمدا عبدہ و رسولہ ، صل اللّٰہ تعالٰی علیہ و علی الہ واصحابہ وذریاتہ اجمعین امابعد !

ہم تمام علمائے کرام اور دانشورانِ ملک وملت کا دین و دانش کے تاج محل، فکرو آگہی کی علامت اور عالمگیر شہرت کے حامل دارُالعلوم دیوبند کی سرزمین اور شہرِ علم، دیوبند میں دِل کی گہرائیوں سے پُرتپاک اِستقبال کرتے ہیں۔ ہم اُن تمام لوگوں کا بھی اِستقبال کرتے ہیں جو کسی بھی طریقے سے اِس اَمنِ عالم کانفرنس بسلسلہ تحریک شیخ الہندؒ صدسالہ تقریبات میں دامے درمے سخنے شریک ہیں، آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے جہاں مسرت وذمہ داری کا اِحساس ہورہا ہے، وہیں حالات کے مدِّنظر کچھ ایسے اِحساسات بھی ہمارے دل و دماغ میں اَنگڑائی لے رہے ہیں جو عالمی اور ملکی سطح پر ملتِ اِسلامیہ کے مسائل ومشکلات پر سنجیدہ توجہ دے کر اُن کے حل کے طریقوں پر فکر مندی کے ساتھ توجہ بھی مبذول کرا رہے ہیں۔

یہ اَمنِ عالم کانفرنس کوئی عام قسم کے جلسے یا اِجلاس نہیں ہیں جو محض خانہ پوری اور رسم کی اَدائیگی کے لیے کرائے جاتے ہیں بلکہ اپنے فکر وکردار کا جائزہ لیتے ہوئے اُن فرائض کے متعلق اِحساسِ ذمہ داری پیدا کرنا ہے جن پر اپنی کاہلی، کوتاہیوں کے سبب توجہ نہیں دے پاتے ہیں حالانکہ عملاً فرض کے درجے میں اُن کی اَدائیگی وتکمیل ضروری ہے۔

محترم حضرات ! آپ بھی دیوبند کی تاریخ سے اچھی واقف ہیں کہ اِس کے باشندوں خصوصًا اُن کے رہنماؤں اور اَکابر ملک وقوم نے مختلف میدانوں میں جو خدمات اور کارنامے اَنجام دیے ہیں، وہ تاریخ کے صفحات اور جریدۂ عالَم پر ثبت ہیں، اِس لیے ہم اُن کے تعلق سے کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتے ہیں۔ بزرگوں کے تاریخی کارنامے اور ہمارا شاندار ماضی یقیناً ہمارے لیے روشنی اور راہنمائی کا کام کرتے ہیں

لیکن فی الحال ہمارے سامنے اَصل بات حال میں دَرپیش مشکلات و مسائل پر غور کر کے اُن کا حل کرنے ، ملتِ اِسلامیہ کی راہنمائی اور اُس کو عزت و توقیر کا مقام دِلانے کی ہے۔

ہمارا یہ شدید اِحساس ہے کہ اگر ہم نے سنجیدگی سے حال کو بہتر بنانے کی کوشش نہیں کی تو ہمارا اور ہماری آنے والی نسلوں کا مستقبل غیر یقینی کی زَد میں آجائے گا اور ظاہر ہے کہ غیر یقینی کے حالات میں اُن سے حوصلے کے ساتھ آگے بڑھنے کی اُمید نہیں کی جاسکتی ہے۔

نئی نسلوں کے لیے عزم و اُمید کے ساتھ صحیح اور محفوظ مستقبل کی سمت میں آگے بڑھنے کی بات ہم اُس وقت کرنے میں حق بجانب ہوں گے جبکہ اُنہیں اپنی پہچان ہوگی اور خبر بھی ہونا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمارے وہ رہنما کون تھے جن کی مستحکم اور قابلِ تقلید فکر و کردار کی روشنی ماضی سے حال تک پہنچ رہی ہے۔ اگر صحیح معنٰی میں دیکھا جائے تو چاہے بزرگ ہوں یا نئی نسل ، سب کا اَپنا اَپنا ہی حال ہوتا ہے اور اُسی میں رہتے اور جیتے ہیں اِس کے مدِّ نظر ہمارے سامنے سب سے بڑا سوال یہی ہے کہ ہم اپنے حال کے تحفظ و بقا کا سامان کیسے کر سکتے ہیں کہ آج کی تاریخ میں ہمارا سب کچھ داؤ پر لگا ہوا ہے۔

دانشورانِ ملک وملّت :

یقیناً آپ بھی اِس سوال پر غور و فکر کرتے رہے ہوں گے۔ اِس کا ثبوت حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک سے منسلک اِس اَمن عالم کانفرنس میں تمام تر مصروفیات اور مشقتوں کے باوجود شرکت اور اِس کے موضوعات وعنوانات پر تبادلۂ خیالات اور ایک دُوسرے کی باتیں سننے اور سنانے کے لیے جمع ہونا ہے ، اِس کے لیے ہم آپ سب کو دِل کی گہرائیوں سے مبارکباد کے ساتھ پرتپاک اِستقبال کرتے ہیں۔

ویسے حقیقت تو یہ ہے کہ ہم نہ تو آپ کے لیے شایانِ شان قیام وطعام کا اِنتظام کر سکے ہیں اور نہ ہی خیر مقدم بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وقت نے ایسی صورتِ حال پیدا کر دی ہے کہ ہم نہ صحیح معنٰی میں میزبانی کے لائق رہ گئے ہیں نہ ہی مہمانی کے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم سب بیک وقت ایک دُوسرے کے لیے میزبان اور مہمان دونوں ہو کر حوصلہ اَفزائی اور دَرد بانٹنے کا کام کر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ اِس باہمی

تعاون سے ایک دُوسرے کے دَرد کا دَرماں اور علاجِ غم کا کچھ سامان ہو جائے۔ جس طرح ۹/۱۱ سے اَب تک اِسلام اور مسلمان مختلف اِبلیسی طاقتوں اور جارحانہ قوتوں کی یلغار کی زَد میں ہے بلکہ کہا جائے کہ اِسلام اور اُس کے شعائر مساجد و مدارس کو نشانہ پر رکھ لیا گیا ہے، اِس کے ساتھ ظاہر ہے کہ پورے معنی میں اِستقبال اور مہمانی اور میزبانی کے فرائض صحیح طور سے اَنجام دینے کی پوزیشن میں نہیں رہ گئے ہیں۔ آج کی تاریخ میں صرف اپنے اپنے فرائض کا اِحساس کر کے اُن کی اَدائیگی کے لیے رہ گئے ہیں یہ اِحساس ہم حضرت شیخ الہندؒ کے متعلقین اور تلامذہ کے اَفکار و اَعمال میں بھی پاتے ہیں، نہ اُن کی جدوجہد کے راستوں میں کہکشاں تھی نہ ہمارے سفر کے راستے میں چاند، سورج ہیں بلکہ اُن کی اور ہماری اپنی منزل تک لے جانے کے سارے راستے پتھروں سے پُر ہیں۔ اُن پر چلنے والے سارے سعادت مندوں کو ہم سلام کرتے ہیں۔ آپ کا اِستقبال کرتے ہوئے ہمارے دِل میں پُر اَمن صالح معاشرہ، ترقی یافتہ ملک اور عالمی اَمن و بھائی چارہ کو لے کر کچھ اِحساسات آنکھوں میں ایسے خواب جگا جاتے ہیں جن کی تعبیر جلد سے جلد پانے کی بے چینی پیدا ہو جاتی ہے اور تعبیر پانے کی اُمید ہی کسی نہ کسی طور سے زندگی کو بامعنی بناتی ہے۔ اپنے خوابوں کے ملک کے متعلق یہ اُمید خواب اور تعبیر میں متشکل ہو کر سامنے آتی رہتی ہے کہ اِس میں سب کے ساتھ اِنصاف ہوگا، سب کو برابری کا حق ملے گا، مذہب اور جات پات کی بنیاد پر بھید بھاؤ نہیں ہوگا۔

کانفرنس کا عنوان بلاشبہ اَصل مقصد کا پتا دے رہا ہے اِس میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ اَمن اور اُخوت و محبت کا فروغ ہماری سانسوں میں شامل ہے۔ اور سچ پوچھیے تو یہی اُمید اور جذبہ ہمیں اور آپ کے لیے ایک جگہ جمع ہونے کی بار بار راہ ہموار کر رہا ہے اور جن اُمور کو موضوع بنا کر ہم سب باہمی غور و فکر کر کے اِن کے متعلق لائحہ عمل تیار کریں گے اور پالیسی بنانے کے سلسلہ میں راہنمائی کریں گے وہ جہاں بہت اہم ہیں، وہیں ملک اور عالمی سطح پر باہمی تعلقات کی استواری میں مؤثر کردار بھی اَدا کرتے ہیں۔ اِس وقت ہمارے سامنے ملکی اور عالمی سطح پر اِسلام اور مسلمانوں کی بہتر اِمیج کے حوالے سے اَمن کے فروغ اور دہشت گردی کے اِنسداد کا مسئلہ سب سے نمایاں ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام پر مسلمانوں کے بہانے سے اِسلام زیادہ نشانہ پر ہے اور صورتِ حال ایسی بنادی گئی ہے کہ اِسلام، مسلمان، مساجد اور مدارس گویا مصیبت کے ہم معنی ہوگئے ہیں، اِن کی دہشت زدہ تصویر بنا کر دُنیا کو ڈرایا جارہا ہے۔ اِسلام کا تصورِ جہاد جو سماج سے فساد و ظلم کو ختم کرنے کے لیے ایک تعمیری عمل کے طور پر شرعًا مشروع ہوا ہے اُس کو دہشت گردی سے منتھی کر کے تخریبی عمل کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے، اِس کے مدِّ نظر یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ ہماری طرف سے اِسلام کی شبیہہ بگاڑ کر پیش کرنے کی مہم کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا جائے۔

اِس خاکسار نے دارُ العلوم دیوبند سے اِسلامی تعلیمات واَحکام کی روشنی میں دہشت گردی کے خلاف فتویٰ حاصل کر کے جمعیۃ علماءِ ہند کے اِجلاس ہائے عام کے علاوہ دیگر اِجلاسوں میں شرکاء خصوصًا مفتیانِ کرام، علمائے عظام سے توثیق وتجدید کرائی۔ خود دارُ العلوم دیوبند نے کانفرنس کر کے دہشت گردی کے متعلق مذمتی قرارداد پیش کرنے کے ساتھ اِسلام کے پیغامِ اَمن کو پیش کیا تھا۔ یقینًا یہ بڑا کام اور اہم اِقدامات ہیں تاہم اِن کی ضرورت ختم نہیں ہوگئی ہے۔ ملک اور عالمی سطح پر اَمن کے پیغام کو پھیلانے اور دہشت گردی کی مذمت اُس وقت تک تسلسل کے ساتھ کرنے کی ضرورت رہے گی جب تک دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر اِسلام کی تصویر بگاڑنے اور اُس کو نشانہ بنانے کا عمل جاری رہے گا۔

اِس کانفرنس میں حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک کے حوالے سے برائے بحث وگفتگو جو عنوانات رکھے گئے ہیں، اُن کا قیامِ اَمن، اِنسانی حقوق کے تحفظ، اِسلام اور مسلم سماج کی شبیہہ بہتر طور سے سامنے لانے میں اہم رول ہوتا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ اور اُن کے متعلقین وتلامذہ کی طرف سے آزادیٔ وطن اور ساتھ لے کر ملک میں زندگی گزارنے کے سلسلہ میں جو مشترکہ کردار ملتا ہے اُس کے تناظر میں دین وملت، ملک اور عالمی اُخوت پر مبنی اِنسانی سماج وسیع ترین مفاد میں سوچنا ہوگا تاکہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لیے راہنمائی کا سامان بہم ہوسکے۔

(۱) ہندوستان اور دیگر ممالک کی آزادی میں علماء کا کردار۔

(۲) اَمن کے قیام کے لیے علماء کا کردار اور اُن کے فرائض۔

(۳) غیر مسلم برادرانِ وطن کے ساتھ اِسلامی تعلیمات کے مطابق پڑوسیوں کے حقوق کی پاسداری اور باہمی رواداری۔

(۴) دہشت گردی اور مذہب کے نام پر فرقہ وارانہ فسادات اور بے قصور اِنسانوں کی خونریزی کے خلاف واضح اور متحدہ مؤقف۔

(۵) مسلکی اِختلافات میں تشدد کی مذمت۔

(۶) اَقلیتوں کے حقوق اور اُن کی پاسداری۔

(۷) کمزوروں، ناداروں، مفلسوں، عورتوں اور بچوں کے حقوق کی رعایت۔

(۸) جنسی اِستحصال، عیش پرستی، شراب، منشیات اور فحاشی سے پاک صالح معاشرے کی تشکیل میں جملہ مذاہب اور مصلحانہ تحریکوں کے ساتھ اِشتراک۔

اِن عنوانات میں سے کون سا ایسا عنوان ہے جو آج کی تاریخ میں قابلِ توجہ نہیں ہے۔ کانفرنس کے دعوت نامے میں مذکورہ عنوانات کا حوالہ دیا گیا ہے۔

ہمیں اِنتہائی مسرت ہے کہ آپ تمام حضرات نے جس طرح ہماری دعوت کو شرفِ قبول عطا فرماتے ہوئے موسم کی نامساعدت اور ہر طرح کی مشقتوں کے باجود کانفرنس میں شرکت کی ہے، اِس کے لیے خاکسار، اپنے دِل میں اِنتہائی شکر گزاری کا جذبہ پاتا ہے۔ اللہ رب العزت سے ہمیں پوری اُمید ہے کہ کانفرنس کے عنوان اور موضوعات پر آپ حضرات کی تجاویز، راہنمائی اور مشورے، اِسلام اور مسلمانوں کی شبیہہ کو بہتر بنانے کے لیے اِنشاء اللہ منارۂ نور، مشعلِ راہ، حالات کے تاریک بیاباں میں قندیلِ رہبانی ثابت ہوں گے۔ ہم ایک بار پھر اُن تمام حضرات اور خیر خواہوں کا جو کسی بھی طور سے اِس کانفرنس میں شریک ہیں، اِستقبال کرتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں دُعا کرتے ہیں کہ وہ اِس کانفرنس کو ہر طرح سے مفید اور بامعنی و بامقصد بنائے، آمین۔ واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلوة والسلام علٰی سیّد المرسلین و علٰی اٰله واصحابه اجمعین، آمین.

جمعیۃ علماء الہند

Jamiat-Ulama-i-Hind

امن عالم کانفرنس

بسلسلہ تحریک شیخ الہند صد سالہ تقریبات

خطبۂ صدارت

امیر الہند حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری

صدر جمعیۃ علماء ہند

۱۵؍دسمبر ۲۰۱۳ء/۱۱؍صفر ۱۴۳۵ بروز اتوار

رام لیلا میدان نئی دھلی

شائع کردہ

شعبہ نشر واشاعت جمعیۃ علماء ہند ا۔ بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۲۔

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ و نستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ، ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ، وصلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہ واصحابہ وذریاتہ اجمعین امابعد !

تمہید :

حضرات گرامی قدر علماءِ کرام، دانشورانِ ملک وملت اور شرکاء کانفرنس !

اَمنِ عالم کانفرنس بسلسلہ تحریک شیخ الہندؒ صد سالہ تقریبات کا یہ عام اِجلاس، ملکی اور عالمی سطح پر پیدا شدہ حالات کے مخصوص تناظر میں ہو رہا ہے۔ یہ تاریخی رام لیلا میدان، جمعیۃ علماءِ ہند اور اُس کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے بڑے بڑے اِجلاسوں کا گواہ ہے، یہاں ۲۰۰۰، ۲۰۰۳، ۲۰۰۵، اور ۲۰۱۲ء کے اِجلاسِ عام کے علاوہ دیگر بڑی کانفرنسیں اور ریلیاں منعقد ہو چکی ہیں۔ آج کی اِس کانفرنس کے منظر، پس منظر میں اَگر جا کر دیکھا جائے تو ملک کی موجودہ صورتِ حال میں اِس کی اہمیت و معنویت نظر آتی ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ اور علماء کا کردار :

محترم حضرات ! ملک وقوم کی توقیر وحریت اور قومی یکجہتی اور اَمن وعزت کی زندگی گزارنے کے حوالے سے حضرت شیخ الہندؒ اور اُن کے متعلقین وتلامذہ کا ہندوستان میں بڑا کردار ہے۔ فرقہ پرستی کے پھیلتے دائرے کا ہر شعبۂ حیات پر غلط اَثر پڑا ہے۔ گزشتہ کچھ دہائیوں سے ایک منصوبہ بند طریقے سے حضرت شیخ الہندؒ اور دیگر اَکابر علماء کی قربانیوں اور خدمات کو نظر اَنداز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اِس کو دیکھتے ہوئے جمعیۃ علماءِ ہند نے فیصلہ کیا کہ علماء و مجاہدینِ جنگِ آزادی کے سرخیل حضرت شیخ الہندؒ کی حیات اور ملک وقوم کے لیے مختلف نوعیت کی خدمات کے حوالے سے علماء کے کردار کو سامنے لایا جائے

اِس مقصد سے ملک کے مرکزی مقامات پر سو کے قریب اِجلاس، کانفرنسیں اور پروگرام منعقد کیے گئے، اِس سلسلہ میں گزشتہ دنوں حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت شیخ الاسلامؒ کی خدمات کے اعتراف میں ڈاک ٹکٹ جاری کیا گیا تھا۔

حضرت شیخ الہندؒ کی خدمات :

حضرت شیخ الہندؒ کی خدمات اور مختلف جہتوں میں اُن کی جو جدو جہد رہی ہے، اُس کا تقاضا یہ ہے کہ اِس سے ملک کی عوام خصوصًا نئی نسل واقف ہو۔ دینی حلقے کے اہل علم، حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمہ قرآنِ مجید، تفسیری نوٹس (تا سورۃ النساء)، درسِ ترمذی اور دیگر علمی تصنیفات سے واقف ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کے متعلق حضرت سیّد میاں اَصغر حسین دیو بندیؒ کی کتاب حیات شیخ الہندؒ، حضرت شیخ الاسلامؒ کی نقشِ حیات، اَسیر مالٹا، مکتوبات اور حضرت مولانا محمد میاں صاحب دیو بندیؒ کی تحریک شیخ الہندؒ، اَسیرانِ مالٹا، علماء کا شاندار ماضی اور علماءِ حق کے مجاہدانہ کارنامے وغیرہ میں اچھی خاصی تفصیلات موجود ہیں۔

حضرت شیخ الہندؒ کی سیاسی، سماجی، تعلیمی خدمات کا دائرہ بھی خاصا وسیع ہے، آج ضرورت اِس بات کی ہے کہ اُن کو وقتًا فوقتًا پیش کیا جائے۔ تحریک ریشمی رُومال کے تعلق سے بلاشبہ حضرت شیخ الہندؒ کی ایک مخصوص شناخت ہے۔ تاہم یہ اُن کی تحریکِ آزادی کا صرف ایک باب ہے، ملک وملت کے لیے اُن کی خدمات سے اَنجمن ثمرۃ التربیۃ، جمعیۃ الانصار، نظارۃ المعارف القرآنیہ کے قیام کے پس پشت مقاصد کو اَلگ نہیں کیا جا سکتا۔ اُن کے متعلقین اور تلامذہ نے ہندوستان کے علاوہ یاغستان، اَفغانستان، حجاز اور ترکی کے مختلف مراکز، دیو بند، دہلی، اَمروٹ، چکوال، دین پور، سندھ، کھڈہ (کراچی) نرنگی، باجوڑ، مکہ، مدینہ، قلات، مکران، پشاور وغیرہ سے آزادئ وطن کے لیے جو جدو جہد کی، اُس کی بھی ایک تاریخ ہے۔

اِس کے علاوہ جامعہ ملیہ اِسلامیہ کے قیام میں بنیادی رول، تحریکِ آزادی کو کامیاب بنانے کے لیے گاندھی جی کو آگے بڑھانے اور ترکِ موالات اور برادرانِ وطن سے مشترک مقاصد کے حصول

کے لیے اِتحاد جیسے اُمور پر اَگر غور کیا جائے تو آج بھی اُن کی بڑی معنویت وضرورت ثابت ہوتی ہے۔ ترکِ موالات اور جامعہ اِسلامیہ کے قیام کے سلسلے میں حضرت شیخ الہندؒ نے کلیدی وصدارتی خطاب کیا تھا۔ اِس میں ہمارے لیے بڑی رہنمائی ہے، اِس سے جہاں قومی یکجہتی، مشترک مسائل کے لیے متحدہ جدو جہد کے لیے راہنمائی ملتی ہے، وہیں وحدتِ اُمت اور قرآن کی طرف رُجوع کی ضرورت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ ملک کے موجودہ حالات میں فرقہ پرستی، ہندو مسلم منافرت اور فرقہ وارانہ فسادات کے جو واقعات ہورہے ہیں، اُن پر حضرت شیخ الہندؒ کے طریقہ کار اور اَفکار واعمال کو نمونہ بنا کر بڑی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

ہمدردانِ ملک وملت !

حضرت شیخ الہندؒ کے حوالے سے منعقد اِس کانفرنس کے جو عنوانات طے کیے گئے ہیں، اُن سے حضرت شیخ لہندؒ کی تحریک کے مقاصد اور طریقۂ کار کا مختلف جہتوں سے گہرا تعلق ہے۔ میں چند اُمور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

(۱) سماج میں علماء کا کردار :

آج اِس بات کی شدید ضرورت ہے کہ علماء آگے بڑھ کر اپنے حصے کا کردار اَدا کریں تاکہ ملک وملت کی صحیح راہنمائی ہو سکے۔ ایک متحرک عالمِ دین کے لیے عوام تک رسائی دُوسروں کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے وہ مختلف حیثیتوں سے عوام کے رابطے میں رہتے ہیں۔ سماج میں عوام کو دَرپیش مسائل میں مثبت رہنمائی وقت کی بڑی ضرورت ہے۔

(۲) دہشت گردی کا مسئلہ اور اِسلام کی بہتر شبیہ پیش کرنے کی ضرورت :

اِن کی ایک بڑی اہم ذمہ داری اِسلام کی بہتر ومثبت شبیہ کو پیش کرنا بھی ہے۔ دہشت گردی مٹانے کے نام پر خصوصًا ۹/۱۱ کے بعد سے اِسلام کی منفی، دہشت گردانہ اور جارحانہ تصویر پیش کر کے یہ

باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اِسلام کی موجودگی میں مختلف مذاہب اور فرقے کے لوگ پُر اَمن زندگی نہیں گزار سکتے۔ اِس کے ماننے والے عدمِ برداشت اور علیحدگی و نفرت کے جذبے کے ساتھ رہتے ہیں۔ رہی سہی کسر اِس کے جہاد کے تصور و تعلیم نے پوری کردی ہے۔ اِس پروپیگنڈا سے وہ لوگ بھی متاثر ہو جاتے ہیں جو بالکل خالی الذہن ہوتے ہیں۔ ٹوپی، داڑھی والے آدمی کو ایک خاص نظر سے دیکھا جاتا ہے، بچے تک اِشارہ کر رہے ہیں کہ اِس کا اُس خاص گروہ سے تعلق ہے جو دہشت گردی کی کارروائیوں میں لگا ہوا ہے۔

ایسی صورتِ حال میں اِسلام کے تصورِ اَمن اور دہشت گردی کی مذمت پر مبنی تعلیمات کو سامنے لانے کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔ اہلِ علم کو یہ بار ہا بتانا ہوگا کہ اِسلامی شریعت میں ایک بے قصور اِنسان کا قتل تمام اِنسانوں کے قتل کے ہم معنٰی ہے، اللہ رب العزت زمین پر فساد کو پسند نہیں کرتا ہے، فسادی کبھی جہادی نہیں ہو سکتے ہیں۔ اِس کو دارُالعلوم دیوبند اور دیگر تعلیمی و ثقافتی اِداروں اور علمائے کرام کی بڑی تعداد نے موقع بہ موقع ظاہر بھی کیا ہے لیکن اپنی باتوں کو تسلسل کے ساتھ کہنے کی ضرورت ہے۔

(۳) اَقلیتوں کے حقوق کی پاسداری و رعایت :

یہ آپ سے مخفی نہیں ہے کہ مخالفین اپنے پروپیگنڈے کو تقویت دینے کے لیے اَقلیتوں کو درپیش مسائل و واقعات کا بھی حوالہ دیتے ہیں کہ مسلم اَکثریت والے ممالک میں غیر مسلم اَقلیتوں کا جان و مال محفوظ نہیں ہے۔ اِس تشہیری مہم کا صحیح توڑ اور مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر ملک کی اَقلیتوں کے ساتھ کچھ نہ کچھ مسائل اور مشکلات ہوتی ہیں اور اکثریت جو بذاتِ خود طاقت ہوتی ہے، کی طرف سے نا اِنصافی و زیادتی ہوتی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ملک میں اِنصاف اور اِنسانی حقوق اور کمزوروں کی مدد کے سلسلے میں عمومی رُجحان کیا ہے ؟ گرچہ علماء کا طبقہ براہِ راست اِقتدار و حکومت میں عمومًا دخیل نہیں ہے، تاہم وہ اَقلیتوں اور دیگر اُمور سے متعلق اِسلامی تعلیمات کو پیش کرنے کی پوزیشن میں یقینًا ہے۔

غیر مذاہب اور اَقلیتوں کے حقوق کی رعایت کے سلسلے میں اِسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ غلط فہمیاں عملاً پیدا کی گئی ہیں۔ بہت سے ممالک جیسے ہندوستان میں مسلمان اَقلیت میں ہیں۔ اَقلیت کا مسئلہ کسی ایک مذہبی اَکائی کا نہیں ہے بلکہ یہ عالمی نوعیت کا مسئلہ ہے کوئی کہیں اَقلیت میں ہے کوئی کہیں، ہندوستانی مسلمان آئینِ ہند کے تحت بحیثیت اَقلیت کے اپنے حقوق و اِختیارات کے حصول کے لیے برابر جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ اگر عالمی طور پر اَقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور رعایت کے سلسلے میں ماحول تیار ہو جاتا ہے تو سب جگہوں کی اَقلیتوں کے لیے جدوجہد اور اپنے حقوق حاصل کرنے کی راہ آسان ہو جائے گی۔

(۴) پڑوسی اور خصوصًا غیر مسلم پڑوسی کے حقوق کی رعایت :

سماج میں اَمن کے قیام اور ایک اچھے معاشرے کی تشکیل میں پڑوسی خصوصًا غیر مسلم پڑوسی کے حقوق کی پاسداری و رعایت بھی اہم کردار اَدا کرتی ہے۔ اِسلامی شریعت میں ہر قسم کے پڑوسی کا خیال رکھنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے حتی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا لگتا تھا کہ پڑوسی کو وراثت میں شامل کر دیا جائے گا۔ پڑوسی کا دائرہ بہت وسیع ہے جس طرح پڑوسی، گھر، محلّہ اور سفر کا ہوتا ہے اِسی طرح شہر، ضلع، ریاست اور ملک کے لحاظ سے بھی پڑوسی ہوتا ہے۔ اگر شریعت کے مطابق تمام قسم کے پڑوسیوں سے بہتر تعلقات بنا کر اور حقوق کی رعایت کرتے ہوئے زندگی گزاری جائے تو سماج سے فساد، تخریب کاری اور بداَمنی ختم ہو سکتی ہے۔

آج ایک دُوسرے پڑوسی ممالک میں بہتر تعلقات نہ ہونے کے سبب فوج اور اَسلحہ جات کی خریداری پر حد سے زیادہ مالی صرفہ آرہا ہے اور نتیجے میں بہت سے اِقتصادی، تعلیمی و تعمیری کام مطلوبہ سطح پر نہیں ہو پاتے ہیں۔ پڑوسیوں کے معاملہ میں مسلم، غیر مسلم کے درمیان شرعی و اَخلاقی لحاظ سے اِمتیاز کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ پڑوسی ہونے اور اِنسانیت کے ناتے بہتر تعلقات اور حسنِ سلوک ضروری ہے۔ فرقہ وارانہ فساد اور فرقہ پرستی، باہمی تعلقات کی خرابی اور نفرت و تعصب سے پیدا اور فروغ پاتی

ہے۔فرقہ وارانہ فساد اور فرقہ پرستی پر کانفرنس کے عنوان کے مدّ نظر زیادہ کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے اِس لیے ہماری کوشش اُن اَسباب کو دُور کرنے کی ہونی چاہیے جو فرقہ وارانہ نفرت و تشدد، فساد اور فرقہ پرستی کو جنم اور بڑھاوا دیتے ہیں۔

(۵) مسلکی تشدد کی مذمت :

اِس سلسلے میں مسلکی تشدد کو بھی اِن اَسباب سے اَلگ نہیں کیا جاسکتا ہے۔فسادات جہاں مذہب و فرقہ کے نام پر کیے جاتے ہیں، وہیں ایک ہی مذہب کے اَفراد کی طرف سے مسلکی اِختلافات کو حد سے باہر لے جانے کے سبب بھی فسادات ہوتے ہیں۔بے شک مختلف مکاتبِ فکر والے اپنا مؤقف دلائل کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں لیکن سماج کے اَمن میں خلل ڈالنے والے پُر تشدد مسلکی اِختلافات کا کوئی جواز نہیں ہے۔مزید یہ کہ مشترک مسائل میں ملکی اِختلافات کے باوجود متحدہ جدو جہد کی پوری گنجائش ہے، اِس لیے مِل جل کر مشترک اُمور کے لیے اِتحاد و اِتفاق کے نکات نکالنے کی ضرورت ہے۔

(۶) صالح معاشرہ کی تشکیل اور عورتوں، بچوں کے حقوق کی پاسداری :

راہنمایانِ ملک و قوم ! ہم اِس اہم کانفرنس کے موقع پر ایک دو اور ایسی ضروری باتوں پر بھی شرکاء کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں جو بہتر معاشرہ کی تشکیل میں اہم رول اَدا کرتی ہیں، موجودہ دور میں ایسے بین مذاہبی مکالمات و مذاکرات بہت ہورہے ہیں جن میں ایسے اُمور بھی زیرِ بحث آتے ہیں جو اِختلافات کے کئی پہلو رکھتے ہیں لیکن کچھ مشترک مسائل ایسے بھی ہیں جن پر اِتفاق پایا جاتا ہے، صالح معاشرہ کی تشکیل میں تعاون و اِشتراک اور عورتوں بچوں کے حقوق کی حفاظت و رعایت بھی اُن ہی متفق علیہ اور مشترک باتوں میں سے ہے۔مغربی تہذیب و تمدن کے غلبے، جنسی آزادی اور بے راہ روی کی وجہ سے عورتوں، بچوں کی زندگی اور عزت بھیانک طریقے سے پامال ہورہی ہے۔

سماج میں فحاشی کے سیلاب نے اِن کو آزادی دینے کے بجائے غیر محفوظ بنا دیا ہے اور مختلف طریقوں سے جنسی اور جسمانی اِستحصال ہورہا ہے۔شراب سے اِس میں مزید شدت پیدا ہوگئی ہے۔

پوری دُنیا میں یومِ اَطفال اور یومِ خواتین منائے جاتے ہیں اور اُن کو سماج میں طاقتور بنانے کے لیے مختلف عنوانات سے تحریکات بھی چلتی رہتی ہیں، تاہم اُن کی توقیر و تحفظ یقینی ہونے کے بجائے معرضِ خطر میں ہے۔ یہ ایک حد تک صحیح ہے کہ قانون جنسی جرائم کو روکنے اور صالح معاشرہ کی تشکیل میں معاون ہوتا ہے لیکن وہ پوری طرح آدمی کو جرم کے اِرتکاب سے روکنے اور صالح معاشرہ کے قیام کے لیے ذہن و دِل سے تیار نہیں کر سکتا ہے، اِس کے لیے کسی ایسی ہستی کا خوف اور تصور ضروری ہے جس سے آدمی کا باطنی رشتہ اور جواب دہی کا اِحساس وابستہ ہوتا ہے اور یہ کام مذہب کے صحیح تصور اور اِحساس کا ہے۔ مذہب اِسلام نے خالقِ کائنات کے سامنے جزا و سزا کے حوالے سے جواب دہی کے تصور سے اِسی طرف توجہ دلائی ہے۔ دیگر مذاہب اور اِصلاحی تحریکات سے وابستہ اَفراد بھی جنسی اِستحصال، شراب نوشی، تعیش پرستی اور فحاشی کے مضر اَثرات کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے اُن کا خاتمہ اور اِنسداد میں دلچسپی رکھتے ہیں، کچھ تحریکیں نشہ سے پاک سماج بنانے کے لیے بھی چل رہی ہیں۔

ہم اِس کانفرنس کے توسط سے جملہ مذاہب اور مصلحانہ تحریکات سے وابستگان کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ سماجی و جنسی جرائم کے خلاف ہمارے ساتھ آئیں۔ ہم اِس سلسلے کی چلائی جارہی تمام تحریکات کی حمایت کرتے ہوئے ہر ممکن تعاون دینے کا یقین دِلاتے ہیں۔

ہم نے چند اُمور کی طرف بلا اِمتیاز مذہب و فرقہ تمام لوگوں کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی ہے۔ وقتاً فوقتاً سامنے آنے والے دیگر ضروری مشترک مسائل میں بھی تعاون لینے دینے کا عمل جاری رہے گا۔

اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ ہماری کوششوں کے بہتر نتائج مرتب کرے اور عزم و خلوص سے کام کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علٰی سیّد المرسلین و علٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین، آمین.

شیخ الہندؒ عالمی اَمن فورم قائم کرنے سے متعلق تجویز

تحریک شیخ الہندؒ صد سالہ تقریبات کے موقع پر منعقدہ عظیم الشان اَمنِ عالم کانفرنس ضرورت محسوس کرتی ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کے اَفکار و نظریات کے حوالہ سے منعقد اِس کانفرنس کے اِعلامیہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے شیخ الہندؒ عالمی اَمن فورم قائم کیا جائے۔ شیخ الہندؒ عالمی اَمن فورم کے قیام کی تجویز اِتفاقِ رائے سے منظور کی گئی۔

جمعیۃ علماءِ ہند

۱۔ بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ الہند محمود حسن صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ کی قیمتی نصائح

﴿ مرتب : حضرت مولانا قاری سیّد محمد عثمان صاحب منصور پوری، صدر جمعیۃ علماءِ ہند ﴾

اِقتباس : (۱) اِقتباس اَز خطبہ صدارت حضرت شیخ الہندؒ، بہ موقع اِجلاس تاسیسی جامعہ اِسلامیہ دہلی منعقدہ ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۲۰ء علی گڑھ۔

''میں خیال کرتا ہوں کہ میری قوم اِس وقت فصاحت و بلاغت کی بھوکی نہیں ہے اور نہ اِس قسم کی عارضی مسرتوں سے اُس کے دَرد کا اَصلی درماں ہوسکتا ہے اِس لیے ضرورت ہے کہ ایک قائم و دائم جوش کی، نہایت صابرانہ ثبات قدمی کی، دلیرانہ مگر عاقلانہ طریقِ عمل کی، اپنے نفس پر قابو پانے کی غرض سے ایک پختہ کار بلند خیال اور ذی ہوش محمدی بننے کی۔

اے فرزندانِ توحید ! میں چاہتا ہوں کہ آپ اَنبیاو مرسلین اور اُن کے وارثوں کے راستے پر چلیں اور جو لڑائی اِس وقت شیطان کی ذُرّیت اور خدائے قدوس کے لشکروں میں ہو رہی ہے اِس میں ہمت نہ ہاریں اور یاد رکھیں کہ شیطان کے مضبوط

سے مضبوط آہنی قلعے خداوندِ قدیر کی اِمداد کے سامنے تارِ عنکبوت سے زیادہ کمزور ہیں۔ کامیابی کا آفتاب ہمیشہ مصائب و آلام کی گھٹاؤں کو پھاڑ کر نکلا ہے۔

﴿الٓمّٓ o اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ o وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ﴾ (عنکبوت ۱ تا ۳)

''کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ چھوٹ جائیں گے اِتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور اُن کو جانچ نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے اُن کو جو اِن سے پہلے تھے، سو اَلبتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور اَلبتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو۔''

خوف کھانے کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو خدا کا غضب اور قاہرانہ اِنتقام ہے اور دُنیا کی متاعِ قلیل خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور اُس کے اِنعامات کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَّالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا﴾ (سُورۂ نساء ۷۷) ''کہہ دے کہ فائدہ دُنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیز گار کو اور تمہارا حق نہ رہے گا ایک تاگے کے برابر۔''

مطلق تعلیم کے فضائل بیان کرنے کی ضرورت اَب میری قوم کو نہیں رہی کیونکہ زمانے نے خوب بتلا دیا ہے کہ تعلیم سے ہی بلند خیالی اور تدبر اور ہوش مندی کے پودے نشو نما پاتے ہیں اور اِسی کی روشنی میں آدمی نجات و فلاح کے راستے پر چل سکتا ہے، ہاں ضرورت اِس بات کی ہے کہ وہ تعلیم مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور اَغیار کے اَثر سے بالکل آزاد ہو، کیا باعتبارِ عقائد و خیالات کے اور کیا باعتبارِ اخلاق و اعمال کے اور کیا باعتبارِ اَوضاع و اَطوار کے اَثرات سے پاک ہو۔ ہمارے کالج نمونے ہونے چاہئیں بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں کے اور اُن عظیم الشان مدارس کے جنہوں نے یورپ کو اپنا شاگرد بنایا اِس سے پیشتر کہ ہم اُن کو اپنا اُستاذ بناتے۔''

اِقتباس (۲) : اِقتباس اَز خطبہ صَدارت اِجلاس دوم جمعیة علماءِ ہند ۱۹۲۰ء

'' کچھ شبہ نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ' نے آپ کے ہم وطن اور ہندوستان کی سب سے زیادہ کثیر التعداد قوم (ہنود) کو کسی طریق سے آپ کے ایسے پاک مقصد (حصولِ آزادی) کے حصول میں مؤید بنادیا ہے اور میں اِن دونوں قوموں کے اِتحاد و اِتفاق کو بہت ہی مفید اور منتج سمجھتا ہوں، اِن اَقوام کی باہمی مصالحت اور آشتی کو اگر پائیدار اور خوشگوار دیکھنا چاہتے ہیں تو اِس کی حدود کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے اور وہ حدود یہی ہیں کہ خدا کی باندھی ہوئی حدود میں کوئی رَخنہ نہ پڑے، جس کی صورت بجز اِس کے کچھ نہیں کہ اِس صلح و آشتی سے فریقین کے مذہبی اُمور میں سے کسی اَدنیٰ اَمر کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اور دُنیاوی معاملات میں بھی ہرگز کوئی ایسا طریقہ اِختیار نہ کیا جائے جس سے کسی فریق کی اَیذا رسانی اور دِل آزاری متصور ہو۔''

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درسِ حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس رحمۃ اللہ علیہ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

سودی نظام قدیم اور فرسودہ، غیرسودی نظام جدید ہے
کافر حکومتوں کے ساتھ سودی لین دین کی اِجازت ہے
قرض دینے کا اَجر، ''حسنِ خاتمہ'' وجود سے بڑی نعمت ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 77 سائیڈ A,B 1987 - 10 - 18)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حدیث شریف میں یہ بیان ہو رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے سات ایسی چیزیں ہیں کہ جو ہلاک کر دیتی ہیں اُن سے بچو اَلسَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ اِنہوں نے عرض کہ وہ کیا ہیں اے رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا۔ وَالسِّحْرُ اور جادو۔ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ اور ایسے آدمی کو قتل کرنا کہ جس کا قتل جائز نہیں اللہ نے حرام قرار دیا ہے، یہ کام ایسے ہیں کہ اِنسان کے لیے ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں مطلب یہ کہ آخرت برباد ہو جاتی ہے۔

اور بعض برے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے بعد اُس اِنسان سے معاذ اللہ نیکی کی توفیق سلب

ہوجاتی ہے برائی کی طرف چل پڑتا ہے اور اِسی میں مرجاتا ہے اور خاتمہ کی خرابی وہ سب سے بُری چیز ہے سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے اور خاتمہ کی اچھائی سب سے بڑی نعمت ہے اِنسان کی پیدائش سے بھی بڑی نعمت اچھا خاتمہ ہے۔ پیدائش بھی نعمت ہے خدا نے وجود بخشا لیکن اِس سے بھی بڑی نعمت ہے ''حسنِ خاتمہ'' کہ خاتمہ ٹھیک ہو صحیح ہو اچھا ہو، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اور ہم سب کو جب کسی کا وقت آئے حسنِ خاتمہ عطا فرمائے۔

تو یہ چیزیں وہ ہیں کہ جن کا اَنجام یہ ہوتا ہے کہ تباہی کی طرف چل پڑتا ہے یا یہ ایسا بڑا اگناہ ہے کہ اِس کے بعد نتیجۂ خود بخود طبیعت مسخ ہوجاتی ہے چاہے کوئی سمجھائے کوئی کچھ کہہ لے مگر اُس کے سمجھ میں ہی نہیں آتی بات۔

اِرشاد فرمایا کہ اَکْلُ الرِّبٰو [1] سود کھانا یہ بھی ایسی ہی چیز ہے کہ حق تعالیٰ سے اِستغفار کرلے توفیق ہوجائے تو الگ بات ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو برا لگ جائے اور اِستغفار اور توبہ کی توفیق بھی سلب ہوجائے تو پھر کیا ہوگا ؟ پھر تو مُہلِکات میں ہی ہے یہ۔

سود خور کا مزاج :

اور سود جو ہے وہ دونوں طرح تباہ کن ہے۔

ایک اِس اِنسان کے لیے جو کھا رہا ہے اور پوری قوم کے لیے جو کھا رہی ہے۔

جو سود خور ہوتا ہے اُس کا لالچ تو بڑھتا ہی ہے اُس میں خاص طور پر بے رحمی بڑھ جاتی ہے اور بے رحمی بہت بری چیز ہے وَمَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ [2] جو دُوسروں کے ساتھ رحمت کا معاملہ نہ کرے گا اُس کے ساتھ خدا کے یہاں بھی رحمت کا معاملہ نہیں ہوگا۔ اور اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ [3] تم اُن لوگوں پر رحم کرو ترس کھاؤ جو زمین میں ہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے اُوپر رحم فرمائے گا اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یہ مختلف جملے ہیں مختلف حدیثوں میں آگئے ہیں ذیل میں۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۲

[2] مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۱۲۱۲۴ [3] سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۹۲۴

رسول اللہ ﷺ کی رحمت تو بہت زیادہ تھی ایک صحابی جانوروں کو پکڑ لائے تھے اُن کے پیچھے پیچھے وہ چڑیا بھی آگئی کیونکہ وہ بچے لے آئے تھے چڑیا کے، رسول اللہ ﷺ نے وہ واپس کرا دیا کہ اِسے وہیں گھونسلے میں چھوڑ کر آؤ اِن بچوں کو تاکہ یہ جائے تو اَب یہ رسول اللہ ﷺ کے رحمت للعالمین ہونے کی بات ہے کہ سب کے لیے آپ کے قلبِ مبارک میں رحمت اور شفقت تھی تو وہ ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔

سود خور کی خواہش :

اور سود خور چاہتا ہے کہ یہ آدمی جس نے مجھ سے روپے لیے ہیں یہ برباد ہی رہے اور میرے پیسے دینے ہی نہ پائے تاکہ مجھے اپنے پیسوں کا سود برابر ملتا رہے اور پھر سود دَر سود کا معاملہ چل پڑتا ہے وہ بھی اِسی طرح تباہ کن ہے تو ''سود دَر سود'' ہو یا ''سود'' ہو بات وہی ہے۔ اچھا جب مزاج آدمی کا مسخ ہوجاتا ہے اور بے رحمی آجاتی ہے تو بے رحمی ایسی چیز ہے کہ دُوسرے کی عزت بھی پھر نہیں کرتا ہوتا۔

اِنسانی حقوق مسلم ہو یا کافر :

تو اِنسان کی اِنسانیت کی جو عظمت ہے وہ اُس کے ذہن سے مٹ جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ﴾ اِنسان کو ہم نے قابلِ اِکرام بنادیا ہے تو تمام اِنسان اُس میں شامل ہیں اُس میں یہ نہیں ہے کہ غیر مسلم شامل نہیں ہیں غیر مسلم بھی ہیں۔

مثال کے طور پر ایک مسئلہ آتا ہے کہ اِنسان کے بالوں سے رسی بٹی جا سکتی ہے یا نہیں ؟ تو اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ اِسے منع کرتے ہیں، وہ یہ نہیں فرماتے کہ مسلمان کے بالوں سے نہ بٹی جائے کافر کے بالوں سے بٹ لی جائے یہ نہیں ہے اِس میں کیونکہ اِنسان قابلِ اِکرام ہے فرض کریں کہ جس کے بال آپ نے رکھے تھے وہ مرا بھی کافر ہی ہے پھر بھی اِس طرح کا معاملہ نہیں کیا جا سکتا۔

اور اِسی طرح سے مثلاً لاشوں کو کھلا چھوڑ دینا، لاشوں کو بدحال بنانا، ناک کان کاٹ لینا تمام چیزیں اِسلام نے منسوخ کردیں لاشوں کو اِسی طرح پڑا چھوڑ دیا جائے کہ چیل کوے کھاتے رہیں

یہ نہیں ہوسکتا۔

معرکۂ طائف اور بے حیا عورت :

طائف پر جب حملہ ہوا ہے تو منجنیق اِستعمال فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے ، منجنیق یعنی (پتھر کا گولا) پھینکنے کی ایک چیز ایک آلہ اِیجاد کیا تھا وہ اِستعمال فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ایک واقعہ اِسی طرح کا آیا ہے کتاب الجہاد میں کہ وہاں طائف میں ایک عورت ننگی کھڑی ہوگئی اُوپر جو قلعہ تھا اُن کا اور بڑی بے شرمی سے اُس نے کہا خطاب کیا تو لوگوں نے کہا .... مارو اِسے ، اُس کو تیر مارا اور لگا اور وہ مری اور گر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اِس کو یعنی قبر تو ویسے نہیں بنائی جاتی جیسے مسلمان کے اِکرام کے ساتھ تو نہیں دفن کیا جاتا لیکن دفن ہی کرنے کا حکم فرمایا اُسے اور ایسی بے شرم عورتیں بھی تھیں پہلے بھی تھیں اور اَب بھی ہوتی ہیں تو اُس نے یہ حرکت کی اور تھی کافر ، ماری بھی گئی کافر مگر آپ نے لاش کو بند کرنے کا حکم فرمادیا ، اہلِ بدر میں بڑے بڑے لوگ مارے گئے مگر اُن سب کو ڈھانپ دیا گیا اِعزاز کے ساتھ تو نہیں مگر ڈھانپا ضرور گیا تو رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیمات جو ہیں اُن میں تو حیا ہے ، شرم ہے ، اِکرام ہے اور یہ جو سود خور ہوتا ہے یہ اِکرام جانتا ہی نہیں ، کسی کا بھی اِکرام نہیں کرتا۔

تاریخی حقیقت ''غیر سودی'' جدید نظام ہے ، ''سودی'' فرسودہ نظام ہے :

آپ غور کریں ویسے بھی بہت ہی بڑی غلطی ہے عام لوگوں کی کہ یہ سمجھتے ہیں کہ سودی نظام ترقی یافتہ نظام ہے اور غیر سودی نظام جو تھا وہ پرانا تھا ، یہ بات غلط ہے بلکہ سودی نظام پرانا تھا اور غیر سودی نظام رسول اللہ ﷺ نے رائج فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ میں سود ہی کھاتے تھے وہ یہودی لوگ ﴿ اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ﴾ حرام خوب کھاتے ہیں ، رِشوت کھاتے تھے سود کھاتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ذہن سخت ہوگیا۔

''سود خور'' کا اپنے بھائی کے ساتھ سلوک :

ایک صحابی ہیں اُنہوں نے ایک یہودی کو مارا تھا اور وہ اُس کے رضاعی بھائی تھے اُس کے ہاں

گئے تھے کہ ہمیں کچھ پیسے چاہئیں ہمیں کچھ اَناج چاہیے اُس نے کہا کہ اَناج تو میں دے دُوں گا لیکن تم گروی رکھو میرے پاس، کیا گروی رکھیں ؟ کہنے لگا عورتیں گروی رکھوا پنی ! یہ اِنتہا درجے کی بے غیرتی کی بات ہے کہنے والے کی بھی اور جس آدمی سے یہ بات کہی جائے اُس کی اِنتہائی درجہ کی توہین ہے تذلیل ہے تحقیر ہے جو کچھ لفظ بول لیں آپ اِنتہا درجے کا کہ عورتیں گروی رکھ دیں آپ میرے پاس، یہ کوئی گائے بھینس ہے کہ جسے گروی رکھ لیں، یہ اُس کا ذہن تھا اپنا۔ اِس کے بعد اُنہوں نے کہا کہ یہ تو نہیں ہوسکتا اور اُس کی تعریف کی کہ آپ تو بہت خوبصورت ہیں اور یوں ہیں اور یوں ہیں حالانکہ اُس کے رضاعی بھائی ہیں اُس سے بات ہورہی ہے گویا رحم اور شفقت اور برابری تو بالکل ذہن سے مٹ ہی گئی، ترس کھانا تو کسی پہ ہے ہی نہیں وہ چاہے بھائی ہی ہو، اُنہوں نے کہا کہ یہ تو نہیں ہوسکتا تو اُس نے کہا کہ اچھا تو اپنے بچوں کو گروی رکھ دو میرے پاس ! تو عورتیں نہیں ہیں چلو بچے تو ہو سکتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بھی مشکل ہے جب بڑے ہوں گے بچے تو لوگ طعنہ دیا کریں گے کہ تو تو وہ ہے جسے تیرے باپ نے گروی رکھ دیا تھا تو یہ تو بڑے طعنہ کی بات ہے عار ہے اَب اُنہوں نے خود ہی تجویز پیش کی کہ ایسے ہے کہ ہم ہتھیار رکھ سکتے ہیں تمہارے پاس گروی، ہتھیار رکھ لیں یہ ہوسکتا ہے وہ اُس نے مان لی بڑی مہربانی کی۔

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر اُس سے پوچھا جائے اور اُس کی طبیعت اور مزاج جو اُس کا تھا وہ دیکھا جائے تو وہ تو بدترین تھا نا، اُس نے اپنی طبیعت سے جو دو باتیں کہی ہیں دونوں کی دونوں بڑی بدترین تھیں بڑی توہین آمیز، بڑی تذلیل والی باتیں یہ اُس کا اپنا جو تھا ظرف یا اپنی سوچ جو تھی وہ یہ تھی..............مگر اِسلام نے سود بالکل ختم کردیا۔

سودخوروں کی بے وزن دلیل اور اُس کا جواب :

وہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآنِ پاک میں آیا ہے کہ ﴿لَا تَاْ کُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً﴾ سود جو ہے وہ ڈبل دَر ڈبل نہ کھاؤ اور اِس کا مطلب یہ ہے کہ ڈبل سود کھالو، بس ڈبل دَر ڈبل، سود دَر سود نہ ہو

لیکن یہ سب قرآنِ پاک کو اِسلام کو مسخ کرنا ہے۔

کیونکہ قرآنِ پاک میں آیا ہے ﴿اِتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا ﴾ اللہ سے ڈرو اور جو کچھ بچا ہے سود وہ چھوڑ دو ﴿اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ اگر تم مومن ہو، تو کیونکہ ہر اِنسان یہ سمجھتا تھا سود والا کہ سود کی جو رقم ہوئی ہے وہ ہوگئی میری، اَب وصول کرنی باقی ہے ﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا ﴾ اگر تم (ہمارے) اِس کہنے پر نہیں چلو گے تو پھر اللہ اور رسول کی طرف سے جنگ ہے ﴿فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ﴾ یہ سزا جو ہے اِتنے سخت کلمات کسی اور جرم کے بارے میں نہیں ہیں جتنے سود کے بارے میں ہیں اور پھر آتا ہے ﴿ فَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُمْ ﴾ اگر تم توبہ کرلو گے تو جو تمہارا مال ہے بس وہ تمہارا حق ہے گویا سود یا سود دَر سود دونوں ختم ﴿ رُءُ وْسُ اَمْوَالِکُمْ ﴾ رأس المال جیسے رأس، رأس یہاں بھی بولتے ہیں وہ جو عربی والا ''رأس'' ہے وہاں سے چلا ہے یہ لفظ اور ﴿لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾ نہ تم زیادتی کرو ظلم کرو کسی پر، نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

سود کے بجائے قرض اور اَٹھارہ گنا ثواب :

اِس کے بجائے قرض بتا دیا شریعت نے کہ قرض دے سکتے ہیں اَب قرض دینے کے بعد آدمی کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے قرض تو دے دیا اور خود کو ضرورت پڑ گئی پھر ؟ پھر وہ تقاضا کرتا ہے یا قرض خواہ نے قرض لے لیا اور اَب دے نہیں سکتا آج وعدہ کیا، کل کا کیا، پھر کیا اگلے مہینے کا، پھر تین مہینے کا، پھر گئے پھر نہیں، پھر گئے پھر نہیں تو بہت تکلیف ہوتی ہے تو اُس پر ثواب رکھ دیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے قرض کی فضیلت میں کہ اِس پر اَٹھارہ گنا ثواب ہے۔ اگر آپ وہ پیسے کسی کو ویسے ہدیۃً دے دیں اِمداد میں دے دیں تو بھی ثواب ہے جس نیت سے دے دیں ثواب ہے اُس میں لیکن قرض دو گے تو یہ اَٹھارہ گنا ہے، تو یہ اَٹھارہ گنا ہونے کی وجہ کیا ہے ؟ وجہ سمجھ میں آتی ہے کیونکہ اِنسان کو قرض دینے کے بعد ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقت پر وصول ہو جائے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ دیر لگ جائے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بہت ہی مشکل ہو جائے وصول ہونا

اِن تمام حالات میں جو اُسے تکلیف پہنچ رہی ہے وہ تکلیف باعثِ اَجر ہو رہی ہے اُس کو اَجر مل رہا ہے بشرطیکہ اُس سے اُس کا بدل اور نفع نہ چاہے (نرمی اور صبر سے کام لے)۔ اگر وہاں گیا ہے پیسے لینے قرض لینے پھر وہ مل گیا ہے تو اَب اُس سے یہ چاہتا ہے کہ مجھے ذرا تکلف سے بٹھائے پہلے بوتل پلائے پھر ناشتہ کرائے یا کھانا کھلائے پھر چائے پلائے کچھ اِس طرح کی خواہشات ہیں اُس کی یا وہاں گیا ہے تو اُس سے کہتا ہے کہ بھئی دو چار دِن کا میرا کام ہے وہ آکر کر جاؤ تم، مثلاً مزدور ہے راج ہے یا معمار ہے یا دَستکار ہے کوئی، یہ کیا ہے یہ سب سود ہے۔

قرض دینے کے بعد اِمامِ اَعظمؒ کی اِحتیاط :

بلکہ اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ عمل ہے کہ اُن کا قرض تھا کسی کے پاس وہاں تشریف لے گئے قرض وصول کرنے کے لیے تو گرمی تھی دھوپ تھی تو اُس کے مکان کے سائے میں نہیں کھڑے ہوئے ہٹ کر کھڑے ہوئے حالانکہ وہ اُس نفع میں داخل ہی نہیں ہے، نفع جو منع ہے وہ تو وہ ہے جو اُس آدمی سے لیا جائے یا اُس روپیہ کی وجہ سے لیا جائے یہ وہ نفع ہی نہیں ہے جو روپے کی وجہ سے لیا جائے یہ تو جو بھی جائے گا وہاں یہی ہوگا تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اِحتیاط کرتے تھے اِتنی زیادہ کہ پانی بھی نہیں پیتے ہوں گے جب تک وہ مقروض ہے اِس خدشہ سے کہ کہیں یہ ''ربوا'' میں نہ داخل ہو جائے سود میں نہ داخل ہو جائے تو اِسلام نے تو بالکل جڑ کاٹ دی۔

نبی علیہ السلام کے ہاتھوں فرسودہ نظام کا خاتمہ اور جدید مالیاتی نظام کی بنیاد :

تو ترقی یافتہ چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ سود نہ ہو اور سود کا ہونا یہ تو پرانی بات ہے یہودیوں کی اِیجاد ہے یہ، جو اَب تک یورپ اور دُوسرے ممالک میں دین پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے رائج رہی ہے۔

کفار کے ساتھ سودی معاملات :

اور اِسلام نے یہ اِجازت دی ہے کہ اُمورِ مملکت اور تجارتی معاملات جو غیر مسلموں سے ہوتے ہیں غیر مسلم حکومتوں سے ہوتے ہیں اُن میں سود لینا بھی جائز ہے دینا بھی جائز ہے کیونکہ وہ

مانتے ہی نہیں اور یہ ناممکن ہے کہ حکومت بھی ہو اور دُوسری جگہ اُس سے کوئی کام بھی نہ پڑے ایک حکومت ہو اور دُوسری حکومت سے کوئی واسطہ ہی نہ ہو، یہ تجارتیں چلتی تھیں، عرب میں پہلے سے تھیں ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ﴾ جو تھی، وہ تھی ہی تھی اور وہ رہی ہے اِبتدائے اِسلام میں بھی رہی ہے اور بعد میں بھی رہی ہے حتی کہ اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں با قاعدہ جنگ چھڑ گئی جب با قاعدہ جہاد شروع ہوا ہے تو اُس دَور میں وہ ختم ہوگئی ورنہ تجارت غیر مسلموں سے رہی ہے جاری، ہاں دارُالاسلام میں جو غیر مسلم رہتا ہے یہاں پاکستان میں اُس سے سودی لین دین آپ کریں اِس کی اِجازت نہیں، غیر مسلم حکومت کوئی ہو یا حکمراں ہو اُس سے معاملہ ہو تو اِجازت ہے اُس میں بھی اِحتیاط یہ ہے کہ وہ معاملہ یہاں نہ ہو وہاں ہو، جہاں دارُالکفر ہے جہاں دارُالحرب ہے۔

آقائے نامدار ﷺ نے یہ (سود کا فرسودہ نظام) بالکل ختم کردیا ﴿اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ﴾ بس اپنا رأس المال لے لو جو تم نے دیا تھا اُس کو اور قرض کی اِجازت دی، قرض درست ہے اَمانت رکھی جاسکتی ہے درست ہے اور قرض پر جو تکلیف پہنچتی ہے اُس پر ثواب بھی ہے۔

آقائے نامدار ﷺ نے جب مکہ فتح ہوگیا اور بعد میں حج ہوا ہے تو اُس موقع پر اِعلان فرمایا تھا کئی چیزوں کا، ایک میں پہلے بتا چکا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کا ایک بچہ تھا اُس کو قتل کردیا گیا تھا تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ اَلَا اِنَّ دِمَاءَ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ زمانۂ جاہلیت کے جو خون ہیں وہ ختم ہیں اَب اِسلام میں وہ (جاہلیت والی چیزیں) دوبارہ زندہ نہ کرو جو کسی نے کسی کو مارا ہے تو اَب اُس کا بدلہ نہ لو ورنہ قبائل لڑتے ہی رہتے، بالکل ختم کردیا اور فرمایا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ کہ دوبارہ وہ کفر والے کام نہ کرنا کہ ایک دُوسرے کی جان لینے لگو ایک دُوسرے کی گردن مارنے لگو تو ایک یہ کیا اور دُوسرے فرمایا کہ اِسلام میں ''ربوا'' کوئی نہیں لَا رِبٰوا فِی الْاِسْلَامِ یہ تعلیم دی، اِس طرح کے جو بھی کلمات تھے یہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائے پھر (سود کے معاملہ میں) اپنے اُوپر سب سے پہلے عمل کر کے دِکھایا تو گویا صحیح طریقہ جو ہے ہدایت پھیلانے کا وہ ہے ہی یہ کہ جو سب سے بڑا ہے یا حکمران ہے یا بااِختیار ہے وہ عمل کرے اگر وہ عمل کرتا ہے تو نیچے تک

خود بخود عمل چل پڑتا ہے اور اگر وہ عمل نہ کرے تو پھر دُوسروں سے کہتا رہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ فلسفہ ہے یا وعظ ہے حقیقت کچھ نہیں ہے یہ خود کیا کرتا ہے، جو یہ کرتا ہے وہی سب کرتے ہیں ۔تو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایک خون اور معاف کیا کہ وہ ختم ہے میں اُس کا بدلہ نہیں لوں گا ہمارے خاندان کا کوئی آدمی اُس کا بدلہ نہیں لے گا۔

اور دُوسرے یہ کہ جو ''سود'' میرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا جن لوگوں کی طرف ہے وہ سب معاف ہے، یہ اِعلان فرمایا گویا خود عمل کیا سب سے پہلے تو اَب کسی کو بھی گراں نہیں گزرتی بات سب کے سب پھر وہ عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ جو حاکمِ اعلیٰ کر رہا ہے، اگر حاکمِ اعلیٰ اِیثار کرے گا وہی سب میں آتی چلی جائے گی تو رسول اللہ ﷺ اِیثار کرتے تھے اپنے آپ پر دُوسرے کو ترجیح دیتے تھے تو یہ تعلیم ہی نہیں دی فلسفہ ہی نہیں سکھایا بلکہ کیا بھی ہے اِسی طرح سے، تو پھر سب صحابہ کرام میں وہی چیز..........اور اِتنا اِیثار کرنے لگے صحابہ کہ قرآنِ پاک میں تعریف آگئی ﴿ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ ﴾ چاہے خود شدید ضرورت ہو پھر بھی دُوسرے کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں۔

تو سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیم نے یہاں فرمایا کہ اَکْلُ الرِّبٰوا یہ جو سود کھانا ہے یہ بھی مُہلکات میں ہے اِنسان کی طبیعت مسخ ہو جاتی ہے اور پھر جب مسخ ہو جائے تو گناہ کی طرف چل پڑتا ہے نیکی سے دُور ہی ہوتا چلا جاتا ہے اور تباہی میں گر جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح راہ پر قائم رکھے اَعمالِ صالحہ کی توفیق دے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا..................

قسط : ۲

بسم اللہ کی اہمیت

﴿ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، سابق مہتمم دارُالعلوم دیوبند ﴾

اَولاد کو بسم اللہ سکھانا والدین کی بخشش اور نجات کا ذریعہ :

حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جیسے ہی اُستاذ نے بچہ کو کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ تو اُستاذ، بچہ اور ماں باپ سب کو جہنم سے آزاد لکھ دیا جاتا ہے۔ (دُرمنثور ج ۱ ص ۹)

مغفرت کا ایک واقعہ :

ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر سے گزرے تو دیکھا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے کچھ دِنوں بعد پھر اُس قبر کے پاس سے گزرے تو قبر کا عذاب اُس سے اُٹھالیا گیا تھا اور وہ بڑے آرام اور راحت سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا تو حق تعالیٰ سے پوچھا کہ کریم آقا ! آپ نے اِس بندہ پر کس عمل کی وجہ سے رحم فرما کر عذاب اُٹھالیا ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ ! جب بندہ کا اِنتقال ہوا تو اُس کا ایک چھوٹا بچہ تھا جب اُس کی ماں اُس بچہ کو مدرسہ لے گئی اور بچہ نے اُستاذ کے سامنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا تو میری شان کے لائق نہیں کہ اُس کا بچہ دُنیا میں مجھے رحمٰن اور رحیم کہے اور میں اِس کو عذاب دُوں اِس وجہ سے میں نے اِس پر سے عذاب اُٹھادیا۔ (فضائلِ بسم اللہ ص ۱۶)

عذاب سے چھٹکارے کا ذریعہ :

حضرت اِبن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ۱۹ حروف ہیں اور

دوزخ کے فرشتے بھی ۱۹ ہیں جو شخص بسم اللہ پڑھے گا تو قیامت کے دِن جہنم کے ۱۹ فرشتوں سے محفوظ رہے گا۔(تفسیر قرطبی، دُرِ منثور ج ۱ ص ۹)

بسم اللہ کی وجہ سے آخرت کے درجات :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس دُعا کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جاتی ہے وہ رَد نہیں ہوتی۔ قیامت کے دِن میری اُمت کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی وجہ سے نیکیاں بھاری ہو جائیں گی، دُوسری قومیں کہیں گی کہ اُمتِ محمد یہ کی نیکیاں کیوں بھاری ہیں اُن کے اَنبیاء فرمائیں گے کہ اُمتِ محمد یہ کے کلام کے شروع میں اللہ کے ایسے عزت والے نام ہیں کہ اگر ایک پلڑے میں اُن کو رکھ دیا جائے اور دُوسرے پلڑے میں ساری مخلوق کے گناہ رکھ دیے جائیں تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کو ہر بیماری کے لیے شفا، ہر مفلسی کے لیے دولت، دوزخ سے پردہ، زمین میں دھنسنے، صورتیں بگڑنے اور سنگ باری سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنایا ہے جب تک لوگ اِس کی تلاوت پر کار بند رہیں گے۔(غُنیۃ الطالبین ص ۱۵۷)

ایک حدیثِ قدسی :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قسم کھا کر یہ حدیث بیان فرماتے ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اِسرافیل علیہ السلام اِسی طرح قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے اِسرافیل میں اپنی عزت اور بخشش وجلال وکرم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (کی میم) کو سورہ فاتحہ کے ساتھ مِلا کر ایک مرتبہ بھی پڑھ لے تو تم گواہ رہو کہ میں اُس کی زبان کو نہیں جلاؤں گا اور اُس کو جہنم اور قبر کے عذاب سے پناہ دُوں گا اور قیامت کے عذاب سے بچالوں گا۔(رُوح البیان)

یہی بات شیخ اَکبرؒ نے اپنی کتاب فتوحات میں لکھی ہے کہ جب تم سورہ فاتحہ پڑھو تب ایک ہی سانس میں بسم اللہ کے ساتھ سورہ فاتحہ مِلا کر پڑھو۔(فضائلِ بسم اللہ ص ۱۵)

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی تو اُس کا وضو کامل نہیں ہوا۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۶)

حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتا اِس سے اُس کے صرف اَعضاءِ وضو کے گناہ دُھلیں گے اور جو شخص بسم اللہ پڑھ کر وضو کرے گا اُس کے پورے جسم کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (مشکوۃ شریف)

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم :

حضرت عمر بن اَبی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے اپنے آگے سے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم و ترمذی ج ۱ ص ۷)

جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپ ﷺ اُس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اُس کو بسم اللہ پڑھنے کے لیے تاکید فرماتے۔ (زادُ المعاد۔ اُسوۂ رسولِ اَکرم ص ۱۳۱)

علماءِ اُمت نے لکھا ہے کہ ''بسم اللہ'' زور سے پڑھنا اَولیٰ ہے تاکہ دُوسرے ساتھی کو اَگر خیال نہ رہے تو یاد آجائے۔ (خصائلِ نبوی)

جس نعمت کے اَوّل میں ''بسم اللہ'' اور آخر میں ''الحمد للہ'' ہو اُس نعمت سے قیامت میں سوال نہ ہوگا۔ (اِبن حبان۔ اُسوۂ رسولِ اَکرم ص ۱۳۱)

کھانے میں برکت :

بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اِتنے میں ایک دیہات (گاؤں) کا رہنے والا شخص آیا اور اُس نے دو لقمے میں ہی سارا کھانا صاف کر دیا۔ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھ کر کھاتا تو یہ کھانا سب کے لیے کافی ہو جاتا اور اِرشاد

فرمایا کہ بے شک بسم اللہ بھول جائے تو جب یاد آجائے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ پڑھنا چاہیے تو شیطان کے پیٹ سے وہ تمام کھانا نکل جائے گا یعنی کھانے میں پھر برکت آجائے گی۔ (اَبوداؤد، حجة اللہ البالغہ)

ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں کھانا کھاتا ہوں مگر پیٹ نہیں بھرتا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ شاید کھانے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے ہوگے، اُس نے اِقرار کیا تو فرمایا کہ بسم اللہ نہ پڑھنے سے تمہارا پیٹ نہیں بھرتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ اَچانک آپ کے پاس ایک لگن (کھانے کا بڑا برتن) لاکر رکھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس سے اپنا ہاتھ روکے رکھا اور ہم سب نے بھی اپنا ہاتھ روکے رکھا اور ہم کھانے پر اپنا ہاتھ جب ہی رکھتے تھے جب حضور ﷺ اپنا دستِ مبارک رکھتے، اِتنے میں ایک دیہاتی شخص آیا جیسے کوئی اُسے دھکا دے رہا ہو اور آتے ہی اُس نے اِس لگن میں کھانے کے لیے ہاتھ رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے اُس کا ہاتھ پکڑلیا اِتنے میں ایک لڑکی آئی جیسے کوئی دھکا دے رہا ہو، وہ چاہتی تھی کہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈال دے، آپ ﷺ نے اُس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا پھر فرمایا کہ شیطان لوگوں کے کھانے کو (اپنے لیے) حلال کرلیتا ہے جب اُس پر اللہ کا نام نہیں پڑھا جاتا۔ شیطان نے جب دیکھا کہ ہم نے اِس کھانے سے ہاتھ روک لیا ہے تو ہمارے پاس اِس کو لایا تاکہ اِس کے ذریعہ سے کھانے کو حلال کرے پس قسم اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں اِس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔

(حیاة الصحابہ حصہ ہفتم ص ۷۲۸)

کپڑے اُتارتے وقت :

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی پیشاب، پائخانہ یا غسل کے لیے یا اپنی عورت سے صحبت کرنے کے لیے اپنے کپڑے اُتارتا ہے تو شیطان (اور جن) اِس میں خلل ڈالتا ہے اور اُس کی شرمگاہ سے کھیلتا ہے لیکن اگر بسم اللہ پڑھ کر کپڑے اُتارے تو چاہے مرد ہو یا عورت،

شیطان ہو یا جن، سب سے اِس کی آڑ اور حفاظت ہو جاتی ہے۔(ترمذی ج۱ ص۷)

عمل الیوم واللیلة لابن السنی میں کپڑے اُتارنے کے وقت کی یہ دُعا لکھی ہے: بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ.

گھر سے نکلتے وقت شیطان سے حفاظت :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص گھر سے نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے کہا جاتا ہے کہ تیری حفاظت میں نے کر لی اور تجھے تیرے دُشمن شیطان سے بچا لیا (تو اِس کے پڑھنے سے شیطان بھی الگ ہو جاتا ہے)۔(ترمذی)

گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص بسم اللہ پڑھ کر گھر میں داخل ہو اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں سے نکل چلو، یہاں نہ کھانے کو ملے گا نہ سونے کی جگہ اور جب بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ یہاں کھانے کو مِل جائے گا اور سونے کو جگہ بھی مِل جائے گی۔(مسلم۔ اَبوداؤد)

بچہ کے پیدا ہوتے ہی شیطان سے حفاظت :

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا پڑھے اور اُس صحبت سے اللہ تعالیٰ بچہ پیدا کرے تو شیطان اُس کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔(بخاری شریف ج۱ ص۲۶)

ہر دُعا سے پہلے :

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس دُعا کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے وہ دُعا رَد نہیں کی جاتی۔(غُنیۃ الطالبین ص۱۰۷)

حضرت عثمان بن اَبی العاص رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور علیہ السلام سے اپنے جسم کے دَرد کی شکایت کی تو آپ علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا کہ جس جگہ دَرد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھے اور سات مرتبہ یہ دُعا پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت اور غلبہ کی پناہ چاہتا ہوں اُس چیز کے شر سے جس کو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں اُنہوں نے اِس پر عمل کیا تو جسم کا دَرد ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر بیماری سے شفا دینے والی اور ہر دَرد کا علاج ہے۔ (فضائلِ بسم اللہ ص ۱۰)

کشتی پر سوار ہوتے وقت :

اِبن السنیؒ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا میری اُمت ڈوبنے سے محفوظ رہے گی جب سوار ہو کر یہ دُعا پڑھیں گے ﴿ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ﴾ (الاذکار للامام النوویؒ ص : ۱۹۹)

بسم اللہ قربِ خداوندی کا ذریعہ :

تفسیر اِبن اَبی حاتم میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ علیہ السلام سے بسم اللہ کی نسبت سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہ اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے بڑے ناموں میں سے ہے اور اِس میں اِس قدر نزدیکی اور قرب ہے جیسے آنکھ کی سیاہی وسفیدی میں۔'' (تفسیر اِبن کثیر ج ۱ ص ۳۲)

لہٰذا جو شخص ہر کام کے شروع میں کثرت سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا تو اُسے بھی اللہ کا قرب نصیب ہوگا۔

جنت کی چاروں نہروں سے سیرابی :

حدیث شریف میں ہے کہ جب نبی کریم علیہ السلام معراج کی رات میں آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے تو تمام جنتوں کا معائنہ فرمایا تو جنت میں چار نہریں دیکھیں (جس کا ذکر قرآن میں بھی

موجود ہے) پانی ، دُودھ ، شرابِ طہور اور شہد کی نہریں ۔ پس رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ نہریں کہاں سے نکلتی ہیں ؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حوضِ کوثر کی طرف جاتی ہیں اور کہاں سے نکلی ہیں یہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے تاکہ اللہ آپ کو بتلادے یا دِکھلادے پس نبی کریم ﷺ نے اللہ سے دُعا فرمائی تو ایک فرشتہ آیا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور پھر کہا اے محمد ﷺ اپنی آنکھیں بند کیجئے پس میں نے اپنی آنکھیں بند کیں پھر کہا کھولیے جب میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک درخت کے پاس تھا اور دیکھا کہ سفید موتیوں کا ایک قبہ اور اُس پر سونے کا دَروازہ تھا اُس پر تالا لگا ہوا تھا ۔ قبہ اِتنا بڑا تھا کہ تمام اِنسان و جنات اگر اِس قبہ پر رکھ دیے جائیں تو ایسا معلوم ہو کہ ایک خوبصورت پرند ایک پہاڑ پر بیٹھا ہے پھر میں نے دیکھا یہ چاروں نہریں اِس قبہ سے نکل رہی ہیں ، میں نے اِرادہ کیا کہ وہاں سے واپس لوٹوں تو اُس فرشتہ نے کہا کیا آپ (ﷺ) اِس قبہ میں داخل نہیں ہوں گے ؟ میں نے کہا میں کیسے داخل ہوں اِس کے دروازے پر قفل لگا ہوا ہے میرے پاس اِس کی کنجی نہیں ہے تو فرشتہ نے فرمایا کہ اِس کی کنجی ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ہے ۔ جب میں نے اُس کے قریب جا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو تالا کھل گیا ، میں اُس قبہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چاروں نہریں اِس قبہ سے اِس طرح نکلی ہوئی ہیں کہ (۱) بسم اللہ کی ''میم'' سے پانی کی نہر (۲) اللہ کی ''ھ'' سے دُودھ کی نہر (۳) الرحمٰن کی ''م'' سے شرابِ طہور کی نہر (۴) الرحیم کی ''میم'' سے شہد کی نہر ۔

معلوم ہوا کہ یہ چاروں نہریں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے نکلتی ہیں اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (ﷺ) آپ کی اُمت اگر خلوصِ دِل سے بغیر ریا کاری کے میرے اِس نام سے مجھے یاد کرے گی تو ضرور اِن نہروں سے اُنہیں سیراب کروں گا ۔ (رُوح البیان ص ۹) ۔ (جاری ہے)

قسط : ۲

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

دُوسرا سبق : نماز

نماز کی اہمیت اور اُس کی تاثیر :

اللہ ورسول پر اِیمان لانے اور توحید ورسالت کی گواہی دینے کے بعد سب سے پہلا اور سب سے بڑا فرض اِسلام میں نماز ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے جو دِن میں پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے۔ قرآن شریف کی پچاسوں آیتوں میں اور رسول اللہ ﷺ کی سینکڑوں حدیثوں میں نماز کی بڑی سخت تاکید فرمائی گئی ہے اور اِس کو دین کا ستون اور دین کی بنیاد کہا گیا ہے۔

نماز کی یہ خاص تاثیر ہے کہ اگر وہ ٹھیک طریقے سے اَدا کی جائے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے پورے دھیان سے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی جائے تو اِس سے آدمی کا دِل پاک صاف ہوتا ہے اور اُس کی زندگی دُرست ہوجاتی ہے اور برائیاں اُس سے چھوٹ جاتی ہیں اور نیکی اور سچائی کی محبت اور خدا کا خوف اُس کے دِل میں پیدا ہوجاتا ہے اِسی لیے اِسلام میں دُوسرے تمام فرضوں سے زیادہ اِس کی تاکید ہے اور اِسی واسطے رسول اللہ ﷺ کا دَستور تھا کہ جب کوئی آپ ﷺ کے پاس آکر اِسلام قبول کرتا تو آپ توحید کی تعلیم کے بعد پہلا عہد اُس سے نماز کا لیا کرتے تھے اَلغرض کلمہ کے بعد نماز ہی اِسلام کی بنیاد ہے۔

نماز نہ پڑھنا اور نماز نہ پڑھنے والے رسول اللہ ﷺ کی نظر میں :

اَحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نماز نہ پڑھنے کو کفر کی بات اور کافروں کا طریقہ قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اُس کا دین میں کوئی حصہ نہیں چنانچہ صحیح مسلم کی

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

''بندہ کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔''(صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ بندہ اگر نماز چھوڑ دے گا تو کفر سے مِل جائے گا اور اُس کا یہ عمل کافروں کا سا عمل ہوگا۔ایک دُوسری حدیث میں وارِد ہوا ہے کہ :

''اِسلام میں اُس کا کچھ بھی حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھتا ہو۔''(دُرِ منثور بحوالہ مسندِ بزار)

نماز پڑھنا کتنی بڑی دولت اور کیسی نیک بختی ہے اور نماز چھوڑنا کتنی بڑی ہلاکت اور کیسی بد بختی ہے، اِس کا اَندازہ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی یہ ایک حدیث اور سنیے۔ایک دِن رسول اللہ ﷺ نے نماز کی تاکید فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

''جو کوئی نماز کو اچھی طرح اور پابندی سے اَدا کرے گا تو اُس کے واسطے قیامت میں وہ نور ہوگی اور اُس کے لیے (اِیمان و اِسلام کی) دلیل ہوگی اور نجات دِلانے کا ذریعہ بنے گی۔اور جو کوئی اِس کو خیال سے اور پابندی سے اَدا نہیں کرے گا تو وہ اُس کے لیے نہ نور ہوگی اور نہ دلیل بنے گی اور نہ اُس کو عذاب سے نجات دِلائے گی اور وہ شخص قیامت میں قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''(مسند اَحمد)

بھائیو ! ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اگر ہم نے اچھی طرح اور پابندی سے نماز پڑھنے کی عادت نہ ڈالی تو پھر ہمارا حشر اور ہمارا اَنجام کیا ہونے والا ہے۔

نماز نہ پڑھنے والوں کی میدانِ حشر میں رُسوائی :

نماز نہ پڑھنے والوں کو قیامت کے دِن سب سے پہلے جو سخت ذلت اور رُسوائی اُٹھانا پڑے گی اُس کو قرآنِ مجید کی ایک آیت میں اِس طرح بیان فرمایا گیا ہے :

﴿ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ﴾

اِس آیت کا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دِن (جبکہ نہایت سخت گھڑی ہوگی اور

شروع دُنیا سے لے کر قیامت تک کے سارے اِنسان محشر میں جمع ہوں گے) تو اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ظاہر ہوگی اور اُس وقت پکارا جائے گا کہ سب لوگ اللہ کے حضور میں سجدہ میں گر جائیں تو جو خوش نصیب اہلِ اِیمان دُنیا میں نمازیں پڑھتے تھے اور اللہ کو سجدے کیا کرتے تھے وہ تو فورًا سجدے میں چلے جائیں گے لیکن جو لوگ تندرست اور اچھے ہٹے کٹے ہونے کے باوجود نمازیں نہیں پڑھتے تھے اُن کی کمریں اُس وقت تختے کی مانند سخت کردی جائیں گی اور وہ کافروں سے ساتھ کھڑے رہ جائیں گے سجدہ نہ کرسکیں گے اور اُن پر سخت ذلت وخواری کا عذاب چھا جائے گا اور اُن کی نگاہیں نیچی ہوں گی اور آنکھ اُٹھا کر کچھ دیکھ بھی نہ سکیں گے۔ دوزخ کے عذاب سے پہلے ذلت وخواری کا یہ عذاب اُنہیں سرِ محشر اُٹھانا ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُس عذاب سے بچائے، آمین۔

دراصل نماز نہ پڑھنے والا شخص ایک طرح سے خدا کا باغی ہے اور وہ جس قدر بھی ذلیل ورُسوا کیا جائے اور جتنا بھی اُس کو عذاب دیا جائے بلاشبہ وہ اُس کا مستحق ہے۔ اُمت کے بعض اِماموں کے نزدیک تو نماز چھوڑنے والے لوگ دین سے خارج اور مرتدوں کی طرح قتل کیے جانے کے قابل ہیں۔

بھائیو ! ہم سب کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ نماز کے بغیر اِسلام کا دعویٰ بے ثبوت اور بے بنیاد ہے نماز پڑھنا ہی وہ خاص اِسلامی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق جوڑتا ہے اور ہم کو اُس کی رحمت کا مستحق بناتا ہے۔

نماز کی برکتیں :

جو بندہ پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوکر دست بستہ کھڑا ہوتا ہے اُس کی حمد وثنا کرتا ہے اُس کے سامنے جھکتا ہے اور سجدہ میں گرتا ہے اور اُس سے دُعائیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاص محبت ورحمت کا مستحق ہوجاتا ہے اور ہر ہر وقت کی نماز سے اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اُس کے دِل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور اُس کی زندگی گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف ہوجاتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ بڑی اچھی مثال دے کر فرمایا :

''بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو جس میں وہ ہر دِن میں پانچ دفعہ نہاتا ہو تو کیا اُس کے جسم پر کچھ بھی میل رہے گا ؟ لوگوں نے عرض کیا حضور ! کچھ بھی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا بس پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہی ہے اللہ تعالیٰ اِن کی برکت سے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

جماعت کی تاکید اور فضیلت :

رسول اللہ ﷺ کی اَحادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی اصل فضیلت اور برکت حاصل ہونے کے لیے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی شرط ہے اور اِس کی اِتنی سخت تاکید ہے جو لوگ غفلت سے یا سستی سے جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے اُن کے متعلق حضور ﷺ نے ایک دفعہ اِرشاد فرمایا تھا کہ :

''میرا جی چاہتا ہے کہ میں اُن کے گھروں میں آگ لگوادُوں۔'' (صحیح مسلم)

بس اِسی ایک حدیث سے اَندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جماعت کا چھوڑنا اللہ اور رسول کو کس قدر ناپسند ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ :

''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب تنہا نماز پڑھنے سے ۲۷ گنا زیادہ ہوتا ہے۔[۱]'' (بخاری و مسلم)

پابندی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنے میں آخرت کے ثواب کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے فائدے ہیں مثلاً یہ کہ جماعت کی پابندی سے آدمی میں وقت کی پابندی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، دِن رات میں پانچ دفعہ محلّہ کے سب مسلمان بھائیوں کا ایک جگہ اِجتماع ہو جاتا ہے جس سے بڑے بڑے فائدے اُٹھائے جا سکتے ہیں، جماعت کی پابندی سے نماز کی پوری پابندی نصیب ہو جاتی ہے اور

---

[۱] واضح رہے کہ جماعت کی یہ تاکید اور فضیلت صرف مردوں کے لیے ہے حدیث شریف میں صاف موجود ہے کہ عورتوں کو اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ ملتا ہے۔

جو لوگ جماعت کی پوری پابندی نہیں کرتے اَکثر دیکھا گیا ہے کہ اُن کی نمازیں کثرت سے قضا ہوتی ہیں۔ اور ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے ہر آدمی کی نماز پوری جماعت کی جزو بن جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ایسے نیک اور صالح بندے بھی ہوتے ہیں جن کی نمازیں بڑی اچھی اور خشوع وخضوع والی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کو قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی سے یہی اُمید ہے کہ جب وہ جماعت کے کچھ لوگوں کی نمازیں قبول فرمائے گا تو اُن ہی کے ساتھ نماز پڑھنے والے دُوسرے لوگوں کی بھی قبول فرمائے گا اگرچہ اُن کی نمازیں اُس درجہ کی نہ ہوں۔

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

پس ہم میں سے ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ بِلا کسی سخت مجبوری کے جماعت کھو دینا کتنے بڑے ثواب سے اور کتنی برکتوں سے اپنے کو محروم کر دینا ہے۔

خشوع وخضوع کی اہمیت :

خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے نماز اِس طرح پڑھی جائے کہ دِل اُس کی محبت سے بھرا ہوا ہو اور اُس کے خوف سے اور اُس کی بڑائی وعظمت کے خیال سے سہما ہوا ہو جیسے کوئی مجرم کسی بڑے سے بڑے حاکم و بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ کھڑا ہو تو خیال کرے کہ میں اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہوں اور اُس کی تعظیم میں کھڑا ہوں، رکوع کرے تو خیال کرے کہ میں اُسی کے آگے جھک رہا ہوں، اِسی طرح جب سجدہ کرے تو خیال کرے کہ میں اُس کے حضور میں سجدہ کر رہا ہوں اور اُس کے سامنے اپنی ذلت اور عاجزی ظاہر کر رہا ہوں۔ اور بہت اچھا تو یہ ہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اور رکوع وسجدے میں جو کچھ پڑھے، اُس کو سمجھ سمجھ کر پڑھے، دراَصل نماز کا اَصلی مزہ جب ہی ہے کہ جو کچھ اُس میں پڑھا جائے اُس کے معنی و مطلب سمجھ کر پڑھا جائے (نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اُس کے معنی یاد کر لینا بڑا آسان ہے)۔

نماز میں خشوع وخضوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف دِل کی توجہ دراَصل نماز کی رُوح اور اُس کی جان ہے اور اللہ کے جو بندے ایسی نمازیں پڑھیں، اُن کی نجات اور کامیابی یقینی ہے۔

قرآن شریف میں ہے :

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾

''کامیاب اور بامراد ہیں وہ اِیمان والے جواپنی نمازیں خشوع کے ساتھ اَدا کرتے ہیں۔''

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے اچھی طرح اِن کے لیے وضو کیا اور ٹھیک وقت پر اِن کو پڑھا اور رکوع وسجدہ بھی جیسے کرنا چاہیے ویسے ہی کیا اور خوب خشوع کے ساتھ اِن کو اَدا کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اُس کو بخش دے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا (یعنی جس نے اِتنی اچھی طرح نماز نہ پڑھی) تو اُس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اُس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا۔'' (مسندِ اَحمد، سنن اَبوداؤد)

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ آخرت کے عذاب سے نجات پائیں اور اللہ تعالیٰ ضرور ہی ہم کو بخش دیں تو ہمیں چاہیے کہ اِس حدیث شریف کے مضمون کے مطابق پانچوں وقت کی نماز ہم اچھے سے اچھے طریقے سے پڑھا کریں۔ (جاری ہے)

قسط : ۲

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

قابیل اور ہابیل کا قصہ

پیارے بچو ! اللہ کی مشیت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام زمین میں آکر زندگی گزارنے لگے آپ کی وہ زندگی جنت کی زندگی سے یکسر مختلف تھی۔ حضرت حوا علیہا السلام کو زچگی محسوس ہوئی اور آپ کے ہاں جڑواں بچے، قابیل اور اُس کی بہن پیدا ہوئے۔ اِس کے بعد پھر آپ کے ہاں دو جڑواں بچے ہابیل اور اُس کی بہن پیدا ہوئے۔ سب بہن بھائیوں نے اپنے والدین حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی گود میں تربیت اور نشو ونما پائی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد دونوں بچے جوان اور مردانگی سے بھرپور مکمل مرد بن گئے، اِسی طرح دونوں بچیاں بھی جوان اور مکمل عورتیں بن گئیں اور طبعی طور پر دونوں جوان لڑکے اُن لڑکیوں کی طرف مائل ہونے لگے اور ہر ایک کے دِل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اُن کی بیویاں بن کر اِطمینان اور سکون سے زندگی گزاریں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے والدِ مکرم حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ وہ اپنے دونوں بیٹوں کا نکاح ایک دُوسرے کی جڑواں بہن سے کردیں یعنی قابیل کا عقد ہابیل کی بہن سے جبکہ ہابیل کی شادی قابیل کی بہن سے کردیں لیکن قابیل حضرت آدم علیہ السلام کی ہدایت کے برعکس اپنی جڑواں بہن سے نکاح کرنا چاہتا تھا، قابیل کی اِس رغبت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اُس کی جڑواں بہن ہابیل کی جڑواں بہن سے زیادہ حسین وجمیل اور خوبصورت تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام اِس بات سے بہت پریشان ہوئے اور سوچنے لگے کہ کیا لائحہ عمل اِختیار کیا جائے کہ اِس پریشانی سے نجات حاصل ہو سکے۔ اللہ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ اپنے بیٹوں سے کہیں کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کریں جس کی قربانی قبول ہوگئی اُس کی خواہش پوری ہو جائے گی چنانچہ ہابیل نے جو مویشی چرایا کرتے تھے اپنے ریوڑ میں سے ایک بڑا اور صحت مند دُنبہ قربانی کے لیے پیش کیا اور قابیل نے جو کہ زراعت پیشہ تھا اَجناس قربانی کے لیے پیش کیں۔ رات بھر وہ منتظر رہے حتی کہ اَگلی صبح آسمان سے آگ اُتری اور دُنبے کو چٹ کر گئی جبکہ اَجناس کے قریب بھی نہ پھٹکی۔ اِس کا یہ مطلب تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی قبول فرمالی ہے اور قابیل کی نامنظور ہے۔ اِس طرح ہابیل کے حق میں یہ فیصلہ ہو گیا کہ وہ قابیل کی جڑواں بہن سے نکاح کریں جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا حکم بھی تھا۔ یہ دیکھ کر قابیل کے دِل میں کینہ اور غیرت کی آگ بھڑک اُٹھی اور اُس نے اپنے بھائی ہابیل سے کہا : ﴿ لَاَقْتُلَنَّكَ ﴾ (سُورۃ المائدہ ۲۷) ''میں تجھے مار ڈالوں گا۔''

ہابیل نے اُسے جواب دیا : ﴿ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ. اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ﴾ (سُورۃ المائدہ ۲۸، ۲۹) ''اگر تو ہاتھ چلاوے گا مجھ پر مارنے کو، میں نہ ہاتھ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو، میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو پروردگار ہے سب جہان کا۔ میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو جاوے تو دوزخ والوں میں اور یہی ہے سزا ظالموں کی۔''

لیکن شیطان مُصر تھا کہ موقع ضائع نہ ہونے پائے چنانچہ قابیل کے دِل میں دُشمنی اور غیرت کی آگ بھڑکانے لگا چنانچہ ہابیل کی مذکورہ نصیحت کا کچھ اَثر قابیل کے دِل پر نہ ہوا بلکہ اُس کا بغض اور جرم کا اِرتکاب پر اِصرار مزید بڑھ گیا۔

﴿ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾

''پھر اُس کو راضی کیا اُس کے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اُس کو مار ڈالا،
سو ہو گیا نقصان اُٹھانے والوں میں سے۔''

جب قابیل اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر چکا تو پریشان ہو گیا کہ اپنے بھائی کی نعش کا کیا کرے ؟ بھائی تو قتل ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں پہنچ گیا اور قابیل کی عقل اِس طرح مسخ ہوئی کہ اُسے ایک چھوٹے سے کالے پرندے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے کوے کی شاگردی اِختیار کرنا پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جو آپس میں لڑنے لگے۔ ایک نے دُوسرے کو قتل کر دیا، مارنے والے کوے نے اپنی چونچ سے زمین میں گڑھا کھودا اور مردہ کوے کو اُس میں دفن کر دیا۔ قابیل کو نعش ٹھکانے لگانے کا طریقہ ہاتھ آیا تو اُس نے بھی اِسی طرح کیا اور اپنے بھائی ہابیل کو گڑھا کھود کر اُس میں دفن کر دیا اور ندامت و حسرت سے دِل میں کہنے لگا۔

﴿ یٰوَیْلَتَا اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَۃَ اَخِیْ ﴾

''اے اَفسوس ! مجھ سے اِتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اِس کوے کے کہ میں چھپاؤں
لاش اپنے بھائی کی۔''

یوں قابیل نے تاریخ میں ثبت کیا کہ وہ اِنسانی تاریخ کا پہلا قاتل ہے اور یہ کہ تمام قاتلوں کے گناہ میں سے اُس کو قیامت تک حصہ پہنچتا رہے گا کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے زمین پر قتل کی بنیاد ڈالی اور آنحضرت ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے :

مَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَعَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

''جو کسی برائی کی بنیاد ڈالتا ہے تو اُس بری بات کا گناہ اور قیامت تک اُس پر عمل
کرنے والے تمام لوگوں کا گناہ اُس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔''

(جاری ہے)

قسط : ۲

تعلیم النساء

﴿ اَز اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

عورتوں کے نصاب کا خاکہ وخلاصہ

بہشتی زیور کی اہمیت ، اِفادیت وخصوصیت :

عورتوں کے نصاب میں چند رسالے ایسے ہونے چاہئیں جن میں

☆ عقائدِ ضروریہ ہوں۔

☆ دینیات کے مسائل طہارت ، نماز ، روزہ ، زکوۃ ، حج اور نکاح طلاق وحقوق اور بیع شراء وغیرہ کے ضروری اَحکام ہوں۔

☆ اور کچھ قیامت کے واقعات (اَحادیث وغیرہ) ہوں۔

☆ نیک بیبیوں (عورتوں) کی مختصر سی تاریخ ، سیرت حالات وواقعات ہوں۔

☆ اور کچھ سلیقہ کی باتیں ، سینے پرونے ، کھانے پکانے ، وغیرہ کی جو خانہ داری کے لیے ضروری ہیں۔

☆ کچھ بیماریاں اور اُن کے علاج کا بھی بیان ہونا چاہیے کہ بال بچے والے گھر میں اِس کی بھی ضرورت ہے۔

یہ ہے نصابِ کامل جس کی تعلیم نسواں کے لیے ضرورت ہے اِن سب کے لیے بہشتی زیور کے مکمل حصے بہت کافی ہیں اور اگر بہشتی زیور ناپسند ہو تو اور کوئی رسالہ جن میں یہ مضامین ہوں جمع کر لینا چاہیے یا بہشتی زیور ہی میں جو ناپسند ہوں خوشی سے اِجازت دیتا ہوں کہ حذف کر دیا جائے مگر شرط یہ ہے

کہ جو عبارت کاٹی جائے یا بڑھائی جائے اُسے حاشیہ پر ظاہر کر دیا جائے کہ اَصل میں یوں تھا اور اَب عبارت یوں بنائی گئی ہے اور کوئی مضمون شرع کے خلاف نہ ہو یا یہ کہ آپ اپنی عبارت میں کوئی ایسی کتاب لکھ دیجیے، میں اپنے دوستوں کو ایک اِشتہار دے دُوں گا کہ وہ بہشتی زیور کو ترک کر دیں اور یہ نئی کتاب جو اِس کے ہم مضمون ہے، بجائے اِس کے لے لیں یا پھر دُوسرے علماء کے رسائل کا اِنتخاب کر لیں مگر اِسی شرط سے کہ اُن میں عبادات، معاملات، تربیت وترغیب اور اَخلاق وتہذیب کے مضامین اور معاشرت کی ضروری باتیں بھی ہوں۔(وعظ اِصلاح الیتامی ملحقہ حقوق وفرائض ص ۴۰۲)

دُنیاوی فنون اور دَستکاری کی تعلیم :

یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے عورتوں کے لیے ہر گز زیبا نہیں اَلبتہ دُنیاوی فنون میں سے بقدرِ ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دستکاری، یہ مناسب ہے بلکہ آج کل ضروری ہے کہ اَگر کسی وقت کوئی سر پرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار پیسے تو کما سکے۔(اِصلاحِ اِنقلاب ج ۱ ص ۲۷۰)

لڑکیوں کو اَنگریزی اور جدید تعلیم :

تعلیم سے میری مراد ایم اے، بی اے ہے، یہ ایم اے بن کر کیا کریں گی ؟ یہ میمیں ہیں اور بی اے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ ''بی'' تو خود ہیں ''اے'' بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔آج کل یہ بھی ایک رواج چلا ہے کہ عورتوں کو بھی ایم اے، بی اے بناتے ہیں، کیا اُن کو نوکری کرنا ہے جو اِتنی بڑی ڈگریاں حاصل کی جائیں۔(اَلتبلیغ ج ۷ ص ۲۶)

جدید تعلیم کا ضرر :

یہ جدید تعلیم تعلیم نہیں بلکہ تجہیل ہے اور عورتوں کے لیے تو نہایت ہی مضر ہے، یہ تعلیم تو جہل سے بھی بدتر ہے۔جہل میں اِتنی خرابیاں نہیں جتنی اِس تعلیم میں ہیں۔

عورتوں کے لیے تعلیم کا وقت بچپن کا وقت ہے مگر آج کل شہروں میں بچپن ہی سے لڑکیوں کو نئی تعلیم دی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اُس تعلیم کے آثار ونتائج اُن کے رَگ و پے میں سرایت

کر جاتے ہیں پھر دُوسری کوئی تعلیم اُن پر اَثر کرتی ہی نہیں۔

لڑکیوں کی مثال بالکل کچی نرم لکڑی کی سی ہے اِس کو جس صورت پر قائم کر کے خشک کرو گے تمام عمر ویسی ہی رہے گی۔ جب بچپن سے نئی تعلیم دی گئی، نئے اَخلاق سکھائے گئے، نئی وضع، نئی قطع، نیا طرزِ معاشرت اِن کی نظروں میں رہا تو وہ اِسی میں پختہ ہوگئیں، بڑی ہو کر اُن کی اِصلاح کسی طرح نہیں ہوسکتی۔(اَلتبلیغ ج ۷ ص ۸۰)

بعض عورتیں بھی میموں کی تقلید کی حرص کرنے لگی ہیں چنانچہ سر پر ایک کنگھا لگاتی ہیں جس سے بال بکھرتے نہیں اور بال بھی اَنگریزی رکھتی ہیں مگر اَب سنا ہے کہ میمیں چٹیا کاٹنے لگی ہیں بس تم بھی چٹیا کاٹنے لگو تو وہ لعنت کا کلمہ صادق آجائے گا جو عورتیں کوسنے کے وقت کہا کرتی ہیں کہ تیری ناک چٹیا کاٹوں گی۔(اَلتبلیغ ج ۱۴ ص ۲۲۰ و ج ۷ ص ۶۵)

جدید تعلیم بے حیائی کا دروازہ ہے :

اَفسوس ہے کہ ایک فطری اچھی خصلت کو بگاڑا جارہا ہے دیہات میں دیکھئے کہ بھنگن و چمارن سے بھی خطاب کیجئے تو وہ بھی منہ پھیر کر اَوّل تو اِشارے سے جواب دے گی مثلاً راستہ پوچھئے تو اُنگلی اُٹھا کر بتائے گی اور اگر بولنا ہی پڑے تو بہت تھوڑے سے الفاظ میں مطلب اَدا کردے گی، نہ اُس میں اَلقاب ہوں گے نہ آداب، نہ ضرورت سے زیادہ الفاظ، نہ آواز نرم ہوگی بلکہ اِس طرح بولے گی جیسے کوئی زبردستی بات کرتا ہے، دیہات والوں میں طبعی اَخلاق موجود ہوتے ہیں اِنحراف کے اَسباب وہاں نہیں پائے جاتے۔ حیا عورت کے لیے ایک طبعی اَمر ہے اور عورت کے لیے یہ طبعی بات ہے کہ غیر مردوں سے میل جول نہ کرے اور کوئی ایسی بات قول یا عمل میں اِختیار نہ کرے جس سے میل جول یا کشش پیدا ہو اور یہی شریعت کی تعلیم ہے۔

قرآنِ مجید کے اَندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اَجنبی مردوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے نفرت پائی جائے نہ کہ محبت واُلفت۔حق تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ الخ ﴾

یعنی کسی سے نرم لہجہ سے بات نہ کرو۔ شریعت فطرت کے بالکل موافق ہے مگر اَفسوس کہ آج کل طبعی اَخلاق سے بُعد (دُوری) ہوگیا ہے اور جو باتیں بری سمجھی جاتی تھیں وہ اچھی سمجھی جانے لگیں حتی کہ اِس قسم کے مضامین اور ایسے خیالات و جذبات جن سے خوامخواہ میلان پیدا ہو، آج کل ہنر سمجھے جانے لگے ہیں اِس سے بہت ہی پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ اَثر اِس نئی تعلیم کا ہے اللہ محفوظ رکھے۔ (اَلتبلیغ ۳/۷۹،۷۷)

یورپ اور اَمریکہ والوں کا اِقرار :

آج کل یورپ اور اَمریکہ سے زیادہ عورتوں کی تعلیم میں کوئی قوم آگے نہیں مگر یورپ تو عورتوں کی تعلیم سے پریشان ہوگیا کیونکہ وہ اَب مقابلہ کرتیں ہیں اور مردوں کے برابر حقوق طلب کرتی ہیں، اَب اُن کا بھی فتوی یہی ہے کہ عورتوں کو دُنیا کی تعلیم نہ دینی چاہیے۔ (ایسی جدید تعلیم یافتہ عورتوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ) مردوں کی یہ مجال نہیں ہوتی کہ عورتوں سے خدمت لے سکیں۔ روز خُلع و طلاق کا بازار گرم رہتا ہے اور عورتیں ہر دِن عدالت پر کھڑی رہتی ہیں پھر چاہے خطا عورت ہی کی ہو مگر فیصلہ اَکثر مرد کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ عام طور پر حکام عورتوں ہی کو مظلوم سمجھتے ہیں۔ (اَلتبلیغ ۱۴/ ۲۲۸)

عورتوں کو منطِق وفلسفہ پڑھانا :

ایک جنٹلمین صاحب نے اپنے تجربہ کی بناء پر کہا تھا کہ میں نے یہ تجویز پاس کی ہے کہ عورتوں کو جامع معقولات نہیں بنانا چاہیے۔ معقولات (منطق وفلسفہ) تو صرف مردوں ہی کو پڑھنا چاہیے عورتوں کو صرف منقولات پڑھانا چاہیے (یعنی قرآن وحدیث وفقہ)۔ (اَلتبلیغ ج ۷ ص ٦٦)

مجھ سے ایک جنٹلمین صاحب ملے جو علومِ عربیہ میں بڑے قابل تھے وہ کہتے تھے کہ میں گھر میں لڑکوں کو تو سب علوم پڑھاتا ہوں دینیات بھی اور فلسفہ بھی مگر لڑکیوں کو سوائے دینیات کے کچھ نہیں پڑھاتا کیونکہ عورتوں کی اِصلاح صرف علومِ دینیات پر اِکتفاء کرنے میں ہے علومِ زائدہ پڑھانے میں اُن کی سلامتی نہیں، تجربہ سے یہ زوائد اُن کے لیے مضر ثابت ہوئے۔ (اَلتبلیغ ۱۴/۱۷۰)۔ (جاری ہے)

قسط : ۲۴

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

اَمیر المؤمنین فاروقِ اَعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت فاروقِ اعظمؓ کی شہادت :

فاروقِ اعظمؓ کی شہادت اِسلام کے اُن مصائب میں سے ہے جن کی تلافی نہ ہوئی اور نہ ہوسکتی ہے، جس دِن سے وہ مسلمان ہوئے دینِ اِلٰہی کی شوکت وعزت بڑھتی گئی اور اپنے عہدِ خلافت میں تو وہ کام کیے جن کی نظیر کبھی چشمِ فلک نے بھی نہیں دیکھی اور جس دِن دُنیا سے رُخصت ہوئے مسلمانوں کا اِقبال بھی رُخصت ہوگیا۔

مختصر حال آپ کی شہادت کا یہ ہے کہ جب آپ اپنے آخری حج سے واپس ہوئے تو وادیٔ محصب میں اپنی چادر سر کے نیچے رکھے لیٹے ہوئے تھے چاند کی طرف جو نظر کی تو اُس کی روشنی اور اُس کی تدویر آپ کو اچھی معلوم ہوئی، فرمایا کہ :

''دیکھو اِبتداء میں کمزور تھا پھر بڑھتے بڑھتے یہ پورا ہوا اور اَب گھٹنا شروع ہوگا، یہی حال دُنیا میں تمام چیزوں کا ہے پھر دُعا مانگی کہ اے اللہ ! میری رعیت بہت بڑھ گئی ہے اور میں کمزور ہوگیا ہوں قبل اِس کے کہ مجھ سے فرائض خلافت میں کچھ قصور ہو، مجھے دُنیا سے اُٹھالے، اِس کے بعد مدینہ میں پہنچ کر آپ نے خواب دیکھا کہ ایک سُرخ مرغ نے آپ کے شکم مبارک میں تین چونچیں ماریں۔ آپ نے یہ خواب لوگوں سے بیان کیا اور فرمایا کہ اَب میری موت کا وقت قریب ہے۔ اِس کے بعد یہ ہوا کہ ایک روز اپنے معمول کے مطابق بہت سویرے نمازِ فجر کے لیے

مسجد تشریف لے گئے ، اُس وقت دُرّہ آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور سونے والوں کو اپنے دُرّے سے جگاتے جاتے تھے، مسجد پہنچ کر نمازیوں کی صفیں درست کرنے کا حکم دیتے تھے اِس کے بعد نماز شروع فرماتے تھے اور نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اُس روز بھی آپ نے ایسا ہی کیا نماز شروع ہی کی تھی صرف تکبیر تحریمہ ہی کہنے پائے تھے کہ ایک مجوسی کافر اَبولؤ لو نے جو حضرت مغیرہ کا غلام تھا ایک زہر آلود خنجر لیے ہوئے مسجد کی محراب میں چھپا بیٹھا تھا آپؓ کے شکم میں تین زخم کاری اُس خنجر سے لگائے جس سے آپ اُسی وقت بے ہوش ہو کر گر گئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بجائے آپ کے اِمامت کی اور مختصر نماز پڑھا کر سلام پھیرا۔

اَبولؤ لو نے چاہا کہ کسی طرح مسجد سے نکل کر بھاگ جائے مگر نمازیوں کی صفیں مثلِ دیوار کے حائل تھیں، نکل جانا آسان کام نہ تھا لہٰذا اُس نے اور صحابیوں کو بھی زخمی کرنا شروع کیا، اِس طرح تیرہ صحابی اور زخمی ہوئے جن میں سے سات جان بحق ہو گئے ، اِتنے میں نماز ختم ہو گئی اور اَبولؤ لو پکڑ لیا گیا، جب اُس نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا ہوں تو اُسی خنجر سے اُس نے اپنے کو ہلاک کر لیا۔''

اِتنا بڑا واقعہ ہوا مگر کسی مسلمان نے نماز نہیں توڑی، نماز پورے اِطمینان کے ساتھ ختم کی گئی نماز کے بعد حضرت فارقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو لوگ اُٹھا کر اُن کے مکان پر لے گئے تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا اور آپ نے فجر کی نماز اُسی حالت میں اَدا کی۔

سب سے پہلے آپ نے سوال کیا کہ میرا قاتل کون ہے ؟

حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : اَبولؤ لو، مجوسی کافر۔

یہ سن کر آپ نے تکبیر ایسی بلند آواز سے کہی کہ باہر تک آواز گئی اور فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اُس نے ایک کافر کے ہاتھ سے مجھے شہادت عطا فرمائی۔

یہ اَبولؤلؤ ایک مرتبہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ شکایت لے کر گیا تھا کہ میرے مالک نے مجھ پر محصول زیادہ باندھا ہے آپ اُس میں کمی کرا دیجیے۔ آپؓ نے محصول کی مقدار دریافت کی اور پوچھا تو کیا کام کرتا ہے ؟ اُس نے کہا میں چکی بناتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اِس کام کا کرنے والا عرب میں تیرے سوا کوئی نہیں، لٰہذا یہ محصول کام کے لحاظ سے زائد نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ایک چکی ہمارے لیے بھی بنا دے۔ اُس نے کہا بہت اچھا۔ آپ کے لیے ایسی عمدہ چکی بناؤں گا کہ تمام دُنیا میں اُس کی شہرت ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ غلام مجھے قتل کی دھمکی دیتا ہے۔ کسی نے کہا اَمیر المومنین ! آپ حکم دیں تو ابھی اِس کو گرفتار کر لیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا جرم سے پہلے سزا دی جائے ؟ اُسی وقت سے اَبولؤلؤ نے ایک خنجر بنانا اور اُس کو زہر میں بجھانا شروع کیا اور اِسی فکر میں رہا۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اِس حادثہ کی خبر نے پورے مدینہ میں ایک کہرام برپا کر دیا۔ تمام مہاجرین و اَنصار آپ کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کاش ! ہماری عمریں آپ کو دے دی جائیں اور آپ ابھی اِسلام کی خدمت کے لیے کچھ دِنوں اور قائم رہیں۔

دوا اور علاج کی بھی کوشش کی گئی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ جب صحابہ کرام کو یہ معلوم ہوا کہ اَب آپ کی زندگی کی کوئی توقع نہیں ہے تو اُس وقت عجیب حسرت سب کو تھی، سب نے جا کر آپ سے کہا کہ اَمیر المومنین ! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے کتاب اللہ کی پیروی کی اور آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کیا۔ اِس کے بعد آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ اِمامِ نماز بنا دیا اور فرمایا کہ میرے بعد تین دِن کے اَندر اَندر خلیفہ کا اِنتخاب کر لینا۔

پھر آپ نے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور میری طرف سے بعد سلام کے عرض کرو کہ میری دِلی خواہش یہ ہے کہ میں اپنے صاحبین (یعنی آنحضرت ﷺ اور حضرت اَبوبکر صدیقؓ) کے ساتھ دفن کیا جاؤں، اگر اِس میں آپ کو تکلیف یا نقصان ہو تو پھر جنت البقیع میرے لیے بہتر ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ

گئے اور اُم المومنین کو پیغام پہنچایا، اُنہوں نے فرمایا کہ وہ جگہ میں نے اپنے لیے رکھی تھی مگر اَب میں اُن کو اپنے اُوپر ترجیح دیتی ہوں، جس وقت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کو یہ خبر پہنچائی تو آپ خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ

''اللہ کا شکر ہے کہ میری سب سے بڑی خواہش یہی تھی وہ بھی اُس نے پوری کر دی۔''

اِس کے بعد پھر نزع کی حالت شروع ہوگئی۔ اُسی حالت میں ایک جوان آپ کے پاس آیا جس کی اَزار ٹخنوں سے نیچے تھی۔ آپ نے فرمایا اے بھتیجے ذرا اَزار ٹخنوں سے اُونچی رکھا کرو اور اِس میں کپڑا بھی صاف رہتا ہے اور خدا کی اِطاعت بھی ہے۔

جب آپ کا جنازہ نماز کے لیے لایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے پہلے سے یہی خیال تھا کہ آپ دونوں کا مدفن بھی رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ ہوگا کیونکہ میں سنا کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ ہر بات میں اپنے ذکر کے ساتھ آپ دونوں کا ذکر کیا کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا سے دُعا مانگا کرتا تھا کہ ''یا اللہ ! جیسا نامۂ اَعمال عمر بن خطاب کا ہے میرا نامۂ اَعمال بھی ویسا ہی ہو جائے۔''

۲۷ ذی الحجہ کو بروز چہار شنبہ زخمی ہوئے تھے اور پانچویں دِن یکم محرم کو بروز یکشنبہ بعمر تریسٹھ سال رِحلت فرمائی۔ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ و ارضاہ.

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور خاص روضۂ نبوی ﷺ میں حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کی قبر مبارک بنائی گئی، اُس روضۂ مقدس کے اَندر صرف تین قبریں ہیں: ایک رسولِ خدا ﷺ کی، دُوسری حضرت اَبوبکر صدیقؓ کی، تیسری حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنے آقائے نامدار ﷺ کے شانۂ اَقدس کے برابر ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پائنتی کی جانب ہے۔ (جاری ہے)

حاصلِ مطالعہ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

قوتِ حافظہ اللہ کی عطا ہے :

قوتِ حافظہ اللہ کی عطا ہے وہ جسے چاہتے ہیں یہ قوت عطا فرما دیتے ہیں، ماضی بعید میں ایسے لوگ سننے میں آتے تھے جو بے مثال حافظے کے مالک ہوتے تھے آپ شاید یہ سن کر حیران ہوں کہ آج کل کے دور میں بھی ایسے حافظے والے موجود ہیں جنہیں دیکھ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اِنڈیا سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''معارف'' میں مصر سے ایک گیارہ سالہ بچے کے بارے میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جسے پڑھ کر حیرانگی ہوئی۔ مناسب معلوم ہوا کہ ہمارے قارئین بھی اِس سے مطلع ہو کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کریں۔

آیة من آیات اللّٰہ

مصر کے سیّد مصطفیٰ کی عمر کل گیارہ برس کی ہے لیکن خداداد صلاحیت، قوتِ حافظہ اور محنتِ شاقہ کی بدولت اُس نے تین ماہ میں قرآنِ مجید اور چھ مہینوں میں قراءاتِ عشرہ پر مشتمل مکمل قرآن حفظ کر لیا، یہ کارنامہ بے مثال کہا جائے گا، اِتنا ہی نہیں اُس نے چالیس دِنوں میں بخاری، مسلم اور مفردات البخاری کی گیارہ ہزار حدیثیں بھی یاد کر ڈالیں۔ تحفۃ الاطفال، متن الجزریہ الشاطبیہ، الدرہ، الفیہ اِبن مالک، لدنیہ اِبن قیم اور جلالین وغیرہ جیسی مشکل ترین کتابیں بھی اُس نے اَزبر کر لی ہیں اِن دونوں وہ توریت اور اِنجیل کے مختلف نسخوں کو یاد کرنے اور اِنٹرنیٹ اور ٹی وی پر قراءاتِ عشرہ کے اُصول علم العروض، حنفی و شافعی فقہ اور قرآنِ مجید کے رسمِ خط پر دَرس و تدریس میں مصروف ہے۔

متعدد عرب ملکوں اور جامعہ اَزہر وغیرہ کی جانب سے اِس لڑکے کو اُس کے کمالات پر اِنعامات، تمغات اور اِعزازی اَسناد سے نوازا گیا ہے، اِس ہونہار کی خواہش ہے کہ وہ ایک صحیح عالم کی شکل میں دینِ حنیف کی تبلیغی اور دعوتی خدمات اَنجام دے کر اپنے والد کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرے۔ (صراطِ مستقیم، برمنگھم جون ۲۰۱۳ء)[۱]

یتیم کی کفالت کرنے پر حسنِ خاتمہ :

حدیثِ پاک میں آتا ہے حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا :

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ کَالْقَائِمِ لَا یَفْتُرُ وَکَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوة ص۴۲۱)

بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جو خدا کی راہ میں سعی کرے یعنی جو شخص بیوہ عورت اور مسکین کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے اور اُن کی ضروریات کو پورا کر کے اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے تو اُسے اُس شخص کے برابر ثواب مِلتا ہے جو اللہ کے راستے میں (جہاد یا حج کے لیے) نکلا ہوا ہو، غالبًا حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حضور اَکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا شخص اُس شخص کی مانند ہے جو نماز وعبادت کے ساتھ شب بیداری کرتا ہے اور اپنی شب بیداری میں نہ کوئی سستی کرتا ہے اور نہ کسی فتور اور نقصان کو گوارہ کرتا ہے اور اُس شخص کی مانند ہے جو (دِن کو بھی) اِفطار نہیں کرتا (جسے صائم الدھر کہا جاتا ہے)۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور اَکرم ﷺ نے فرمایا :

اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ لَہٗ وَلِغَیْرِہٖ فِی الْجَنَّةِ ھٰکَذَا واَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَھُمَا شَیْئًا. (بخاری بحوالہ مشکوة ص۴۲۲)

---

[۱] ماہنامہ معارف اعظم گڈھ ج ۱۹۲ شمارہ ۲ ص ۱۴۴

''میں اور یتیم کی کفالت و دیکھ بھال کرنے والا خواہ اپنا یتیم ہو یا دُوسرے کا (جیسے بھتیجا پوتا وغیرہ) جنت میں اِس طرح ہوں گے، یہ کہہ کر آپ نے اپنی اُنگشتِ شہادت اور دَرمیانی اُنگلی کو (مِلا کر) اِشارہ کیا اور دونوں اُنگلیوں کے درمیان معمولی سی کشادگی رکھی۔''

اِن دونوں حدیثوں سے بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں کی خبر گیری کرنے اور اُن کا خیال کرنے پر اَجر و ثواب معلوم ہو رہا ہے۔

دُوسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ ایسے شخص کا خاتمہ بالخیر ہوگا اور اُس کی موت اِیمان پر آئے گی کیونکہ جنت میں وہی شخص جائے گا جو مسلمان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی دُنیا میں ایسے واقعات دِکھلاتے ہیں جن سے حضور اَکرم ﷺ کے اِرشادات و فرمودات کی صداقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے، حال ہی میں ایک واقعہ پیش آیا جو حیرت اَنگیز بھی ہے اور سبق آموز بھی، اِس موقع پر وہ واقعہ ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین کے اِیمان و یقین کو جِلا ملے اور عمل کا جذبہ بیدار ہو، ملاحظہ فرمائیے :

سعودی عرب کے رہائشی ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اُس سے کہہ رہا تھا اِس فون نمبر پر موجود فلاں شخص کو عمرہ کراؤ، فون نمبر بڑا واضح تھا۔ نیند سے بیدار ہوا تو اُسے خواب اچھی طرح یاد تھا مگر اُس نے اِسے وہم جانا اور خواب کو نظر اَنداز کر دیا اَگلے روز پھر اُسے وہی خواب آیا کہ اُسے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ یہ فون ملاؤ اور فلاں شخص کو عمرہ کراؤ۔ دُوسرے دِن کے خواب کے بعد یہ شخص اپنے محلّہ کے اِمامِ مسجد کے پاس گیا اور اُسے بتایا میں نے مسلسل دو دِن یہ خواب دیکھا ہے اِمامِ مسجد نے کہا : اگر تم نے پھر یہ خواب دیکھا تو اُس فون نمبر کو اچھی طرح یاد رکھنا اور ممکن ہو تو اُسے لکھ لینا اور پھر اُس شخص سے رابطہ کر کے اُسے عمرہ کروا دینا۔ تیسرے روز پھر اُس نے خواب دیکھا کہ اُسے کہا جا رہا ہے اِس فون نمبر پر فلاں نام

کے شخص کو عمرہ کروادو۔

اَگلے روز اُس شخص نے خواب میں بتلایا ہوا فون ڈائل کیا جس شخص نے فون اُٹھایا اُس سے ضروری تعارف کے بعد اُس سے کہا: مجھے خواب میں کہا گیا ہے کہ میں تمہیں عمرہ کراؤں لہٰذا میں اِس نیکی کے کام کی تکمیل کرنا چاہتا ہوں۔ جس شخص کو اُس آدمی نے فون کیا وہ زور سے ہنسا اور کہنے لگا کون سے عمرہ کی بات کرتے ہو ؟ میں نے تو مدت ہوئی کبھی فرض نماز بھی اَدا نہیں کی اور تم کہتے ہو میں تجھے عمرہ کروانا چاہتا ہوں !!

جس شخص نے خواب دیکھا وہ اِس سے اِصرار کرنے لگا اُس کی منت سماجت کی اور کہا: دیکھو میرے بھائی ! میں تمہیں عمرہ کروانا چاہتا ہوں سارا خرچ میرا ہوگا، خاصی بحث و تمحیص کے بعد وہ اِس شرط پر رضا مند ہوا کہ ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ عمرہ کروں گا مگر تم مجھے واپس ریاض لے کر آؤ گے اور تمام تر اَخراجات تمہارے ذمہ ہوں گے، اُس نے موافقت ظاہر کردی۔ وقتِ مقررہ پر جب وہ ایک دُوسرے کو مِلے تو خواب والے شخص نے دیکھا کہ واقعی وہ شکل وصورت سے کوئی اچھا اِنسان نہیں دکھائی دیتا تھا، اُس کے چہرے سے عیاں تھا کہ وہ شرابی ہے اور نماز کم ہی پڑھتا ہے، اُس کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں تین مرتبہ اُسے خواب میں عمرہ کروانے کے لیے کہا گیا ہے۔

دونوں شخص عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے، میقات پر پہنچے تو اُنہوں نے غسل کرکے اِحرام باندھا اور حرم شریف کی جانب رواں دواں ہوگئے۔ اُنہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا، مقامِ اِبراہیم پر دو رکعت نماز اَدا کی، صفا و مروہ کے دَرمیان سعی کی، اپنے سروں کو منڈوایا اور اِس طرح عمرہ مکمل ہوگیا۔ اب اُنہوں نے واپسی کی تیاری شروع کردی حرم سے نکلنے لگے تو وہ شخص جسے اُس نے بہت کوشش

اور منت سماجت سے عمرہ پر آمادہ کیا تھا کہنے لگا: دوست حرم چھوڑنے سے پہلے میں دو رکعت نفل اَدا کرنا چاہتا ہوں اُس نے اُس کے سامنے نفل اَدا کرنے شروع کر دیے جب وہ سجدہ میں گیا تو اُس کا سجدہ طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا، جب کافی دیر گزر گئی تو اُس کے دوست نے اُسے ہلایا جب کوئی حرکت اُس کی جسم میں نہ ہوئی تو اُس نے اُسے ٹٹولا، اَچانک اُس پر اِنکشاف ہوا کہ اُس کے ساتھی کی رُوح حالتِ سجدہ ہی میں پرواز کر چکی تھی۔

اپنے ساتھی کی ایسی موت پر اُسے بڑا رَشک آیا اور وہ رو پڑا کہ یہ تو حسنِ خاتمہ ہے کاش ! ایسی موت میرے بھی نصیب میں ہوتی ایسی موت تو ہر کسی کو نصیب ہو وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔

قارئینِ کرام ! یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں کہ اُس خوش قسمت کو آبِ زمزم سے غسل دیا گیا اُس کو اِحرام پہنا کر حرم میں ہی اُس کی نمازِ جنازہ اَدا کی گئی۔ لاکھوں فرزندانِ اِسلام نے اُس کا جنازہ پڑھا اور اُس کی مغفرت کی لیے دُعا کی گئی۔ اِس دوران ریاض میں اُس کی وفات کی اِطلاع دی جا چکی تھی، خواب دیکھنے والے شخص نے اپنے وعدے کے مطابق اُس کی میت کو ریاض پہنچا دیا جہاں اُسے دفن کر دیا گیا۔ اُس کے گھر میں رشتہ دار تعزیت کے لیے آتے رہے، چند دِن گزرنے کے بعد جس شخص کو خواب میں عمرہ کروانے کا حکم دیا گیا تھا اُس نے فوت ہونے والے کی بیوہ کو فون کیا، تعزیت کے بعد اُس نے کہا میں جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے خاوند کی کون سی ایسی نیکی تھی کہ اُس کا اَنجام اِس قدر عمدہ ہوا اُسے حرمِ کعبہ میں سجدہ کی حالت میں موت آئی اِس موت پر تو صلحاء اور متقین رشک کرتے ہیں اور ایسی موت کی تمنا کرتے ہیں۔

بیوہ نے کہا: بھائی ! تم درست کہتے ہو میرا خاوند کوئی اچھا آدمی نہ تھا اُس نے ایک

لمبی مدت سے نماز اور روزہ چھوڑ رکھا تھا وہ شراب کا رَسیا تھا اکثر و بیشتر شراب کی بوتل اُس کے بستر پر ہوتی تھی وہ رات کو شراب پی کر سوتا تھا اور جہاں بھی جاتا اُس کی کوشش ہوتی کہ اُسے چھوڑ کر نہ جائے ، میں اُس کی کوئی خاص خوبی بیان نہیں کر سکتی ، ہاں ایک خوبی جو اُس میں تھی وہ یہ تھی کہ ہمارے ہمسایہ میں ایک نہایت فقیر بیوہ رہتی ہے جس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میرا خاوند روزانہ رات کو بازار جاتا تو جہاں وہ اپنے بچوں کے لیے کھانا خریدتا وہیں اُس بیوہ اور اُس کے یتیم بچوں کے لیے بھی کھانا لے آتا اور اُس کے دَروازے پر کھانا رکھ کر اُسے آواز دیتا کہ میں نے کھانا باہر رکھ دیا ہے اُسے اُٹھالو۔ یہ بیوہ عورت کھانا اُٹھاتی اور ساتھ ہی میرے خاوند کے لیے دُعا کرتی : اَللّٰہُ یُحْسِنُ خَاتِمَتَکَ اللہ تمہارا خاتمہ بخیر کرے قارئینِ کرام ! اِس طرح اُس بیوہ کی دُعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی ، یہ اُس بیوہ کی دُعا کا نتیجہ تھا کہ اُس شرابی کا اِتنے عمدہ طریقے پر خاتمہ ہوا کہ اِس پر ہر مسلمان کو رَشک آتا ہے۔ اِس بات کو ہمیشہ یاد رکھیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ ''بھلائی کے کام آدمی کو بری موت سے بچاتے ہیں'' (دُعاؤں کے سنہرے واقعات)[1]

۞ ۞ ۞

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

---

[1] ماہنامہ محاسن اِسلام جلد ۱۵ شمارہ ۱۷۲ ص ۳۳۔۳۴

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲/جنوری کو ماہر فلکیات اَلحاج شبیر اَحمد صاحب کاکاخیل جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے اُن کی رہائشگاہ پر ملاقات کی اور چائے نوش فرمانے کے بعد جامعہ کے طلباء سے خطاب فرمایا۔

۲۰/جنوری کو حضرت مولانا محمد اِلیاس صاحب گھمن بعد نمازِ عصر جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے اُن کی رہائشگاہ پر ملاقات کی۔

وفیات

۲۲/جنوری کو جامعہ مدنیہ کے قدیم فاضل مولانا قاضی حبیب اللہ صاحب مدظلہم کے بڑے بیٹے کو نامعلوم قاتلوں نے ٹانک کے بھرے بازار میں شہید کردیا، تین چار برس پیشتر بھی مولانا کے جواں سال بیٹے کو نامعلوم حملہ آوروں نے شہید کر دیا تھا، مولانا اور دیگر پسماندگان کو اللہ تعالیٰ اِس ناگہانی حادثہ پر صبر اور اَجرِ عظیم عطا فرمائے اور شہداء کو آخرت کے بلند درجات سے نوازے، آمین۔

۲۰/جنوری کو نارووال کے بھائی سرور صاحب کی خوشدامن صاحبہ اَچانک وفات پا گئیں۔

گزشتہ ماہ محمد آباد رائیونڈ روڈ کے چوہدری امیر الدین صاحب کے بھائی وفات پا گئے۔

۵/جنوری کو کنگن پور ضلع قصور کے قاری محمد اَشرف حامد صاحب کے والد گرامی جناب شاہ محمد صاحب طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانی ٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب ِاستطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر MCB(0954-020-100-7915-0) کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر MCB(0954-040-100-1046-1) کریم پارک برانچ لاہور